اسمبلی رپورٹ (مباحثات)

اڑتیسواں اجلاس

بلوچستان صوبائی اسمبلی

اجلاس منعقدہ مورخہ **31** رمئی 2021ء بروز سوموار بمطابق **19** شوال المکرّم 1442 ہجری۔

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
1	تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ۔	03
2	مشترکہ قرارداد نمبر **113** منجانب نوابزادہ طارق خان مگسی صوبائی وزیر، میر جان محمد خان جمالی اور ملک نصیر احمد شاہوانی، اراکین صوبائی اسمبلی۔	07
3	توجہ دلاؤ نوٹسز۔	35
4	رخصت کی درخواستیں۔	47
5	مجلس قائمہ کی رپورٹس کا پیش اور منظور کیا جانا۔	48
6	سرکاری کاروائی برائے قانون سازی۔	

ایوان کے عہدیدار

اسپیکر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔میر عبدالقدوس بزنجو

ڈپٹی اسپیکر۔۔۔۔۔۔۔۔ سردار بابر خان موسیٰ خیل

ایوان کے افسران

سیکرٹری اسمبلی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔جناب طاہر شاہ کاکڑ

اسپیشل سیکرٹری (قانون سازی)۔۔جناب عبدالرحمٰن

چیف رپورٹر۔۔۔۔۔۔۔جناب مقبول احمد شاہوانی

☆☆☆

بلوچستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس

مورخہ 31 مئی 2021ء بروز سوموار بمطابق 19 شوال المکرّم 1442 ہجری، بوقت شام 05 بجکر 50 منٹ زیرصدارت محترمہ شکیلہ نوید نور قاضی، چیئر پرسن پینل آف چیئر مین، بلوچستان صوبائی اسمبلی ہال کوئٹہ میں منعقد ہوا۔

میڈم چیئرسن: السلام علیکم! کارروائی کا آغاز باقاعدہ تلاوت قرآن پاک سے کیا جاتا ہے۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ۔

از

حافظ محمد شعیب آخوندزادہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ط

رَبَّنَاۤ اِنَّکَ مَنۡ تُدۡخِلِ النَّارَ فَقَدۡ اَخۡزَیۡتَہٗ ط وَمَا لِلظّٰلِمِیۡنَ مِنۡ اَنۡصَارٍ ۱۹۲ رَبَّنَاۤ اِنَّنَا سَمِعۡنَا مُنَادِیًا یُّنَادِیۡ لِلۡاِیۡمَانِ اَنۡ اٰمِنُوۡا بِرَبِّکُمۡ فَاٰمَنَّا ٭ۖ رَبَّنَا فَاغۡفِرۡ لَنَا ذُنُوۡبَنَا وَکَفِّرۡ عَنَّا سَیِّاٰتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الۡاَبۡرَارِ ۱۹۳ ع رَبَّنَا وَاٰتِنَا مَا وَعَدۡتَّنَا عَلٰی رُسُلِکَ وَلَا تُخۡزِنَا یَوۡمَ الۡقِیٰمَۃِ ط اِنَّکَ لَا تُخۡلِفُ الۡمِیۡعَادَ ۱۹۴

﴿پارہ نمبر ۴ سُوۡرَۃُ آلِ عمران آیات نمبر ۱۹۲ تا ۱۹۴﴾

ترجمہ: اے ہمارے رب جس کو تو نے دوزخ میں ڈالا سو اس کو رسوا کر دیا، اور نہیں کوئی گناہ گاروں کا مددگار۔ اے رب ہمارے ہم نے سُنا کہ ایک پکارنے والا پُکارتا ہے ایمان لانے کو کہ ایمان لاؤ اپنے رب پر، سو ہم ایمان لے آئے، اے رب ہمارے اب بخش دے گناہ ہمارے اور دُور کر دے ہم سے بُرائیاں ہماری اور موت دے ہم کو نیک لوگوں کے ساتھ۔ اے رب ہمارے اور دے ہم کو جو وعدہ کیا تُو نے ہم سے اپنے رسولوں کے واسطہ سے اور رُسوا نہ کر ہم کو قیامت کے دن، بیشک تُو وعدہ خلاف نہیں کرتا۔ صَدَقَ اللّٰہُ الۡعَظِیۡم۔

میڈم چیئر پرسن: جزاک اللہ۔ بسم اللہ الرَّحمٰن الرَّحیم۔ اسلام وعلیکم۔

میڈم چیئر پرسن: جی میڈم ربابہ۔

ڈاکٹر ربابہ خان بلیدی (پارلیمنٹری سیکرٹری برائے محکمہ صحت): thank you میڈم چیئر پرسن۔ میڈم چیئر پرسن! کچھ دن پہلے میں نے Point of Public Importance پر بات کی تھی جس میں اوستہ محمد کے شہر کے لئے جو پانی تھا اس کے لئے قلت آب کی سنگین صورتحال پر ہاؤس کی توجہ دلائی تھی۔ اور میں شکر گزار ہوں کہ اس وقت اسپیکر صاحب نے بھی یہ کہا تھا اور محترم پی ایچ ای منسٹر نے بھی یہ assurance دی تھی اِس فورم پر کہ وہ اس پر دیکھیں گے اور غور کرینگے۔ I am thankful to him کہ چیف سیکرٹری صاحب نے بھی فوراً اس کا نوٹس لیا۔ اور سیکرٹری پی ایچ اِی وہاں گئے۔ اور انہوں نے ساری situation دیکھی جو بھی زمینی حقائق تھے انہوں نے دیکھے۔ اُن کے ساتھ ڈی سی صاحب بھی تھے اور اُنہوں نے یہ تسلیم کیا کہ واقعی وہاں جو لوکل عملہ تعینات ہے ان کی کوتاہی ہے کہ دو سال سے وہاں پانی store نہیں کیا جا رہا لیکن میڈم چیئر پرسن! افسوس کے ساتھ مجھے پھر دوبارہ یہ اس بات پر توجہ دلانی پڑ رہی ہے کہ وہاں سروے بھی ہوا کس کی کوتاہی ہے اس کی نشاندہی بھی ہوگئی لیکن وہاں پانی کا مسئلہ جوں کا توں ہے وہاں کوئی پانی store نہیں کیا گیا مزید اس پر instructions نہیں دی گئیں۔ اگر اس ہاؤس اور اس فورم کے through دوبارہ ان کی توجہ میں اس پر مبذول کراتی ہوں کہ وہ please اس کو دیکھیں کیونکہ اس سخت گرمی 53-54 ٹمپریچر وہاں چل رہا ہے اور لوگوں کے پاس پینے کا پانی نہیں ہے تو kindly اگر اس پر دوبارہ ہمارے محترم منسٹر اریگیشن اور ہمارے منسٹر پی ایچ ای دوبارہ یہ چیز اگر دیکھ لیں تو میں شکر گزار ہونگی۔

میڈم چیئر پرسن: جی یہ پی ایچ ای کے منسٹر ہے please اگر اس پر کوئی جواب ہے آپ کا۔۔۔

جناب نور محمد دمڑ (وزیر محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ وواسا): شکریہ میڈم چیئر پرسن! جیسے میڈم نے اُس دن یہ سوال اٹھایا تو اگلے دن بلکہ اُسی دن سیکرٹری صاحب کو یہ ہدایت ملی اور راتوں رات وہاں پہنچ کر حالات کا جائزہ لیا اور ہدایات جاری کیں۔ تو اس کے بعد ابھی پھر جو نئی صورتحال ہے اس کے بارے میں پھر مجھے نہیں بتایا کہ وہاں کیا ڈویلپمنٹ ہوئی ہے تو نئی ڈویلپمنٹ کے بارے میں جیسے میڈم نے بتایا ہم اسے پھر reminder دیدیں گے اور پھر اس سے جو پراگرس جو ذمہ داری ان کو دی گئی تھی اسکے مطابق ہم ان سے رپورٹ طلب کرلیں گے کہ کیا اُس پر عملدرآمد کیا ہے یا نہیں؟ جو ہدایات ان کو دی تھیں تو اسی کے مطابق ان سے ہم رپورٹ لے لیں گے کہ ہوا اس پر تو انشاءاللہ جیسے میرے ساتھ رابطہ جو بھی کریں انشاءاللہ ہم اس کو up date دینگے۔

پارلیمنٹری سیکرٹری برائے محکمہ صحت: آج کے اخبار کی کچھ پرنٹنگ ہے میں یہ ہاؤس کی پراپرٹی بنانا چاہتی ہوں تو یہ اگر آپ دیکھ لیں please اور میڈم چیئرسن! اسی کے ساتھ ایک اور چیز پر توجہ دلانی ہے کہ اوستہ محمد شہر میں تین سال پہلے گرلز کالج کی جو approval ہوئی تھی کیونکہ وہاں نہیں ہے کوئی گرلز کالج وہاں اپرول بھی ہوئی تھی زمین بھی مختص کی گئی تھی اس کے لئے لیکن فنڈز بھی جاری نہیں کئے گئے اور اس کے لئے female-staff بھی ابھی تک کوئی اس کے لئے assign نہیں کیا گیا تو یہ دو چیزیں important ہیں جو کہ آپ کے اور اس فورم کے توسط سے میں منسٹر ایجوکیشن کے نوٹس میں لانا چاہتی ہوں کہ اس پر وہ فی الفور غور کریں۔

میڈم چیئرپرسن: میڈم اس پر kindly اگر آپ question لے آئینگے اپنے پروف کے ساتھ زیادہ بہتر رہیگا پھر ایجوکیشن منسٹر اس کو آپ پر answer کر دینگے۔

پارلیمنٹری سیکرٹری برائے محکمہ صحت: ٹھیک ہے thank you

میڈم چیئرپرسن: جی جناب اکبر صاحب مینگل صاحب۔

میر محمد اکبر مینگل: میڈم آج صبح جو وڈھ کے علاقے میں ہندو اقلیتی برادری کے ایک تاجر اشوک کمار کو جو قتل کیا گیا پچھلے اجلاس میں بھی ہم نے امن امان پر حال واحوال دیا تھا پوری تفصیل سے ہم نے اس پر بحث کی تھی تو اسی طرح ایک سال پہلے نانک رام کو وڈھ علاقے میں قتل کیا گیا تھا اور آج صبح اشوک کمار اپنی دکان میں تھا جو ایک بھتہ خور دہشتگر باقاعدہ اس کی دکان میں اس کو قتل کر کے فرار ہو گیا اس سے پہلے بھی میں نے اس کی نشاندہی کی تھی کہ ان دہشتگردوں کو باقاعدہ ہماری صوبائی حکومت کی پشت پناہی حاصل ہے چاہے بجٹ کے حوالے سے ہو یا ویسے ہو عدم تحفظ کا شکار ہیں آپ کی جو قومی شاہراہ کوئٹہ، کراچی عدم تحفظ کا شکار ہے کہیں بھی کوچز کو لوٹا جاتا ہے رات کو وڈھ کے علاقے میں قومی شاہراہ پر دکانوں کو لوٹا گیا اس کے علاوہ باقاعدہ جو پتھر لانے اور بھوسہ لانے والی گاڑیوں کو لوٹا جاتا ہے ان پر فائرنگ کی جاتی ہے تو وہاں لوگ عدم تحفظ کا شکار ہیں بلوچستان کے لوگ اور جان بوجھ کر خاص کر ہمارے علاقے میں ان لوگوں کو فری ہینڈ دیا گیا ہے اور ان پشت پناہی جاری ہے صوبائی حکومت کی جانب سے اور خاص کر ہماری law enforcement ایجنسیوں کی طرف سے تو میں اس حوالے سے آج کے واقعہ پر ٹوکن واک آؤٹ کرتا ہوں۔

(اس موقع پر محمد اکبر مینگل سمیت اپوزیشن کے تمام اراکین واک آؤٹ کر کے ہال سے باہر چلے گئے)

میڈم چیئرپرسن: جناب وزیر داخلہ تو اس وقت نہیں ہیں، kindly آپ لوگ please اگر اکبر صاحب کو لے آئیں کیونکہ وزیر داخلہ صاحب۔ جی وزیر داخلہ صاحب بیٹھے ہوئے ہیں۔ please وزیر داخلہ

صاحب! جوانہوں نے ابھی point of order اُٹھایا ہے اس کے بارے میں آپ بتائیں۔

میر ضیاء اللہ لانگو (وزیر محکمہ داخلہ وقبائلی امور و پی ڈی ایم اے): اَعوذُ باللہ من الشّیطٰن الرَّجیم ، بسم اللہ الرَّحمٰن الرَّحیم۔ thank you میڈم چیئر پرسن! یہ بیان بالکل گمراہ کن اور غلط ہے کہ کسی بھی قسم کے مجرموں کو یا لوگوں کو صوبائی حکومت کی پشت پناہی حاصل ہے۔ حکومت کا کام لوگوں کو امن وامان دینا ہے۔ جس طرح پہلے بھی میں نے ، آپ بیٹھی تھی، میں نے کہا کہ امن وامان کے حوالے سے کہ اگر کوئی ایسا واقعہ ہوجاتا ہے جن پر ان کے تحفظات ہیں یا ان کو وہ سمجھ رہے ہیں کہ اس پر صحیح انکوائری نہیں کر رہی ہے یا کسی چیز میں کمزوری ہے تو وہ آکے ہوم ڈیپارٹمنٹ میں پہلے ہم سے رابطہ کریں۔ تو آگے اگر اس کی شنوائی نہیں ہوتی ہے تو ہم کر لیتے ہیں یہ واقعہ آج ہوا ہے آج اس کی ایف آئی آر کٹی ہے ابھی تک کوئی nominate نہیں ہوا ہے اور وہ اسمبلی سے واک آؤٹ کر رہے ہیں میرے خیال میں یہ طریقہ ٹھیک نہیں ہے اگر وہ اس تحریک کو پیش کریں یا نہ کریں یہ صوبائی حکومت کی ذمہ داری ہے کہ جہاں بھی جرم ہوگا ، وہ مجرموں تک پہنچے گی اور ان کو کیفر کردار تک پہنچائے گی ، بہت شکریہ۔

میڈم چیئر پرسن: thank you جناب وزیر داخلہ صاحب میرے خیال میں وقفہ سوالات کی طرف جانا تھا لیکن اگر کوئی گورنمنٹ سائیڈ سے جائیں ان کو واپس اگر لے آئیں ہم اپنی کارروائی کو آگے لے چلتے ہیں۔ محمد خان لہڑی صاحب ، عبدالخالق ہزارہ صاحب پلیز اگر آپ اپوزیشن کے اراکین کو لے آئیں۔

چونکہ اپوزیشن ممبران جب تک آئیں تو وقفہ سوالات ہم مؤخر کرتے ہیں۔

(خاموشی۔ اذان کا وقفہ)

میڈم چیئر پرسن: جب تک اپوزیشن والے آتے ہیں اس وقت تک قرارداد کو نمٹاتے ہیں۔

میڈم چیئر پرسن: **سرکاری قرارداد**

میڈم چیئر پرسن: نوابزادہ طارق خان مگسی صوبائی وزیر، میر جان محمد خان جمالی اور ملک نصیر احمد شاہوانی ، اراکین صوبائی اسمبلی میں سے کوئی ایک محرک اپنی **قرارداد نمبر 113** پیش کریں۔

میر جان محمد خان جمالی: میڈم چیئر پرسن! نصیر جان آجاتا تو بڑی اچھی بات ہوتی۔

میڈم چیئر پرسن: جمالی صاحب! جب تک وہ آجائیں کیونکہ کارروائی بھی زیادہ ہے اور ٹائم بھی زیادہ ہو چکا ہے۔

میر جان محمد خان جمالی: active ممبر رہے ہیں۔ اور ٹریژری بنچز کے ہوتے ہوئے میں کہہ رہا ہوں کہ

اپوزیشن والوں کو پہلے بولنا چاہیئے ۔وہ اپنے angle سے بتائیں گے،مَیں اپنے angle سے بتاؤں گا۔لیکن اگر آپ کہتے ہیں پھر بھی میں کچھ کہتا چلوں لیکن نصیر صاحب کو پھر دوبارہ please بات کرنے کا موقع دیا جائے۔

جناب چیئر پرسن: جی بالکل۔

میر جان محمد خان جمالی: **مشترکہ قرارداد نمبر113۔** ہرگاہ کہ وزیر اعظم اسلامی جمہوریہ پاکستان نے خیبر پختونخوا کے زمینداروں کے ذمے واجب الادا زرعی قرضے معاف کرنے کا پیکج متعارف کرایا ہے ۔چونکہ صوبہ بلوچستان کے زمینداروں کے ذمہ بھی زرعی قرضے واجب الادا ہیں۔اور زمینداروں کو اکثر و بیشتر فصلات میں نقصانات کی وجہ، بارش کا کم ہونا، زیر زمین پانی کی سطح گرنا، بے وقت بجلی کی لوڈ شیڈنگ اور نہری پانی وقت پر نہ ملنا، اِرسا معاہدے کی خلاف ورزی ہے۔

لہٰذا یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ وفاقی حکومت سے رجوع کرے کہ وہ بلوچستان کے زمینداروں کے ذمہ واجب الادا زرعی قرضوں کو معاف کرانے کا پیکج متعارف کرانے کو یقینی بنائے تا کہ وہاں کے لوگوں میں پائی جانے والی بے چینی اور احساس محرومی کا خاتمہ ممکن ہو سکے۔نصیر جان! ابھی بسم اللہ کریں۔

(اپوزیشن کے معزز اراکین واک آؤٹ ختم کرکے دوبارہ ہال میں تشریف لے آئے)

میڈم چیئر پرسن: مشترکہ قرارداد نمبر 113 پیش ہوئی۔کیا محرکین اپنی مشترکہ قرارداد کی admissibility کی وضاحت فرمائیں گے۔

ملک نصیر احمد شاہوانی: یہ مشترکہ قرارداد جس کا تعلق صوبے کے تمام زمینداروں سے ہے۔ بدقسمتی یہ ہے کہ اس صوبے کے اندر 1997ء سے لے کر 2001ء تک طویل خشک سالی چلی۔اُس دوران اس ملک کے ایگزیکٹوز بلوچستان آئے۔اُنہوں نے طویل خشک سالی کے حوالے سے بلوچستان کے زمینداروں کے زرعی قرضوں کی معافی کا اعلان کر دیا۔اُس کے بعد دوبارہ اسلام آباد سے اسی معافی کو دہرایا گیا۔اُس وقت بلوچستان بھر میں جو زرعی قرضے تھے صرف اور صرف with-interest یہ زرعی قرضے بنتے تھے اُس ملک کے اندر میرے خیال میں بہت ساری مثالیں موجود ہیں یہاں صرف دو، تین افراد کے 6 ارب 5 ارب 4 ارب کے قرضے معاف کرائے ہیں۔اتنے بڑے صوبے میں جو زرعی سیکٹر ہے، خصوصاً یہاں جو ہماری معیشت ہے جس میں 80% لوگوں کا ذریعہ معاش یا مالداری ہے یا گلہ بانی ہے اور بہت کم زرعی قرضے میرے خیال میں بلوچستان کے لوگ استعمال کرتے ہیں اور یہ روز اوّل سے آج تک یہ پانچ، چھ ارب بنتے ہیں اتنے ہی قرضے

اِس ملک میں ایک شہرا ستعمال کرتا ہے اور اُس کو قرضے ملتے ہیں لیکن اتنے بڑے صوبے جس کی اتنی بڑی معیشت اور اِس ملک کے لیے میرے خیال میں 70 قسم کے مختلف قسم کے پھل اور سبزی پیدا کرنے والا صوبہ بلوچستان ہے جس کو Fruits Basket of Pakistan بھی کہا جاتا ہے بد قسمتی یہ ہے کہ اس ملک کے چیف ایگزیکٹو اُن کی معافی کے اعلانات کے باوجود بھی صرف دو اضلاع پر اُس وقت ایک قلات دوسرا ژوب ہے جنکے زرعی قرضے بھی معاف ہوئے لیکن اُسکے بعد پھر دوبارہ یہ خشک سالی کی طویل لہر چلی جس میں میرے خیال میں ہمارے لاکھوں سبز درخت خشک ہوگئے اور اس کے ساتھ ہی تقریباً ساڑھے پانچ ہزار کے قریب ہمارے چشمے اور ہماری کاریزات بھی خشک ہوگئیں اسی طویل خشک سالی میں تقریباً ساڑھے سات ہزار کے قریب ٹیوب ویل بھی خشک ہوگئے۔ اور ایک اندازے کے مطابق تقریباً اِس صوبے میں زمینداروں کے جو نقصانات ہوئے وہ 63 ارب روپے سے بھی زیادہ تھے لیکن اس کے باوجود یہ 6 ارب روپے کی اتنی چھوٹی رقم پورے صوبے کے لیے معاف نہیں ہوسکی۔ جس طرح جان جمالی صاحب نے خیبر پختونخوا کی مثال دی، وہ بھی ہمارے بھائی ہیں، اگر وہاں اُن کو کوئی ریلیف ملا ہے، ہم یہ نہیں کہتے کہ اُن کو نہیں ملنا چاہیے۔ تو ہم جیسے صوبے جہاں تقریباً چھ، سات سو فٹ سے پانی نکالتے ہیں ایک ہزار فٹ سے پانی نکالتے ہیں بہت depth سے ہماری بجلی کا خرچہ بھی زیادہ ہوتا ہے۔ اور پانی بھی کم نکلتا ہے اور سال میں ہمارا ایک سیزن ہوتا ہے سوائے ہمارے پانچ، چھ اضلاع کے جو جہاں نہری ذریعہ آبپاشی ہے لیکن وہ بھی بہت کم۔ وہ لوگ قرضے لیتے ہیں جو اس صوبے کے کسی کونے میں ہیں تو آج ہم نے تقریباً اُس زمانے میں جب یہ سات سالہ خشک سالی چلی میڈم چیئر پرسن! تو پانچ دفعہ بلوچستان کو آفت زدہ بھی قرار دے دیا گیا ہے۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں یہ آفت زدگی کوئی تعویز تو نہیں ہے جس کو ہم گلے میں باندھ لیں اور اس سے افاقہ ہو۔ اگر آفت زدگی کا مقصد یہ ہے کہ یہ صوبہ بُری طرح متاثر ہوا ہے تو وہ جس سیکٹر میں اُن کے لوگ متاثر ہوتے ہیں اور اُن کی مدد کی جاتی ہے اور کوئی آرٹیکل کے اندر قانون کے اندر کوئی اس قسم کی بھی چیز ہے کہ قرضے بھی معاف ہوتے ہیں اور ان کی بحالی کے لیے بھی رقم دی جاتی ہے لیکن بحالی تو درکنار وہ قرضے۔ میرے خیال میں ایک دفعہ نہیں کئی دفعہ معاف ہونا چاہیے تھا وہ آج تک زمینداروں کے اس کے بوجھ تلے اور اس دوران بلوچستان سے تقریباً خاص کر پشین سے قلعہ عبداللہ سے مستونگ سے قلات سے بہت سارے دور دراز علاقوں سے۔ آج بد قسمتی یہ ہے کہ یہ پورا موسم سرما گزر گیا۔ اِس موسم میں کوئی ایک بارش بھی نہیں ہوئی اب بھی خشک سالی ہے لیکن ہماری حکومت کو میرے خیال میں خبر تک نہیں ہے کہ آج اگر آپ بابو عبدالرحیم سے وہ لے لیں۔ وہ مال بھی رکھتا ہے اُس نے اپنے سارے جانوراونے پونے دام بیچ دیئے، کیونکہ

گھاس پھوس نہیں ہے اور ہمارے پہاڑ خشک ہوگئے ہیں۔لیکن اس خشک سالی کے اندر نہ حکومت نے اس وقت بلوچستان کو آفت زدہ قرار دے دیا ناں کہیں کوئی سروے ہو رہا ہے۔اُس وقت بھی جب 1997ء میں یہ خشک سالی چلی اُس وقت ہماری حکومت کو پتہ چلا کہ جب سارونہ میں لوگوں کی اموات ہوئیں۔یعنی اِتنے جانور لاکھوں جانور اس خشک سالی کی نظر ہوگئے لیکن جب لوگ اس کے اندر مرے پھر یہ خبر پوری دنیا کے سوشل میڈیا میں چلی گئی کہ اتنے زیادہ نقصانات بلوچستان میں ہوئے ہیں اور اتنی خشک سالی ہے۔تو آج ایک تو قرارداد ہے ہم چاہتے ہیں کہ اس قرارداد کو آج متفقہ طور پر اس ایوان سے پاس ہونا چاہیے۔اور ساتھ ہی پھر ہم سب اس قرارداد کو اٹھا کر کم از کم پانچ، چھ ارب کوئی اتنی بڑی رقم نہیں ہے یہ صوبے کے عوام کا یہاں کے زمینداروں کا حق ہے۔کیونکہ اس سال بھی نصیر آباد، جعفر آباد اور ان علاقوں میں جب اُن کی گندم کی فصل تیار تھی، سخت ژالہ باری بھی ہوئی اور جس سے ان کی گندم کی فصلات بھی اور بہت سارے نقصانات ہوئے۔تو آج اسی سیزن کے دوران کیسکو نے پانچ دفعہ ہماری بجلی بند کی ہے جس کی وجہ سے میرے خیال میں زمینداروں کے تقریباً 25ارب سے زیادہ کے نقصانات ہوئے ہیں اور اس پر ایک کمیٹی بنی ہے جس کا چیئر مین انجینئر زمرک خان اچکزئی ہیں۔اور ہم اس کے ممبران ہیں اور ژوب کے علاقوں میں سروے کرنے جارہے ہیں۔تو ہم چاہتے ہیں کہ اتنی بڑی خشک سالی اور ان کے اتنے بہت زیادہ نقصانات ہوئے۔تو اس قرارداد کو نہ صرف پاس کیا جائے بلکہ یہاں اس کے لیے ایک کمیٹی بنائی جائے جو فیڈرل حکومت سے بات کرے اور ان کی زرعی قرضوں کی معافی کا اعلان کریں۔بہت مہربانی شکریہ۔

میر جان محمد خان جمالی: میڈم چیئر پرسن!

میڈم چیئر پرسن: جی جمالی صاحب۔

میر جان محمد خان جمالی: تفصیلات تو میرے معزز رکن بھائی ملک نصیر نے آپ کے سامنے رکھیں۔میرے پاس وہ order بھی ہے جو میرے خیال میں اس قرارداد کے ساتھ لگا دیا جاتا تو بہت بہتر تھا۔اس میں وفاق نے KP کے قرضہ جات معاف کئے ہیں۔یہ بھی ہے آپ کے پاس، وہ بھی جمع ہو جائے گی۔زمینداروں کے حالات جن کی اس صوبہ میں اکثریت ہے۔کیونکہ اس ایوان میں بھی دیکھ لیں گے ممبرز بزنس میں کتنے ہیں اکثر کا تعلق زراعت پیشہ ہے یا گلہ بانی سے ہے، بلوچستان کی گلہ بانی مشہور تھی۔اور زراعت پیشہ لوگ ہیں کیا موسمی حالات ہوئے ہیں، وہ تو کہتے ہیں کہ nature کا ایک crisis۔یہ men made crisis کا کیا ہو گا۔ہمارے شمالی بلوچستان میں ٹیوب ویل لگے ہوئے ہیں وہاں men-made crisis ہے کیسکو کی وجہ

سے۔ بات ختم نہیں ہوتی ہے۔ مجھے وہ دن بھی یاد ہے میڈم! میرا دوست اورناچ سے گزر رہا تھا، یہ جو خشک سالی کا زمانہ تھا۔ ایک وہاں کا مال دار آیا، بکری اور بکری کا بچہ ہاتھ میں، اُس کی آنکھ سے آنسو بہہ رہے تھے۔ اُن کے پاس کھانے کے لئے کچھ نہیں تھا روڈ پر کھڑے ہو کے ڈیڑھ سو روپے میں بیچ رہا تھا۔ یہ اورناچ کی بات ہے۔ میں یاد کررہا ہوں، دوستوں کو اکبر جان کو کہ یہ اورناچ وہی سال یاد کریں جو حشر تھا بلوچستان کا۔ یہی حشر ہمارے شمالی علاقہ جات کا ہے لورالائی میں پانی کے مسائل ہیں ژوب میں ہے چمن کا حشر کیا ہے قلعہ عبداللہ وغیرہ کا۔ وہاں آنا جانا پڑتا ہے دوستوں کے پاس شادی اور غمی میں۔ تو ایک خوفناک چیز نظر آرہی ہے۔ کچھ باغات، درخت خشک ہورہے ہیں لوگ درخت کاٹ کے بازار میں بیچ رہے ہیں اپنے پیٹ پالنے کے لئے یہ نوبت آئی۔ اس کے ساتھ ساتھ نہری علاقے کی طرف۔ رُبابہ بی بی نے ایک مسئلہ اُٹھایا اوستہ محمد کے پینے کے پانی کا جہاں 24 سو کیوسک پانی دینا چاہیئے نہر میں، کھیر تھر نہر اس کو کہتے ہیں آج صبح وہاں 400 کیوسک پانی ہے۔ تو وہاں بیڈ لیول پر بہتا ہے واٹر کورس جو خانے بنے ہوئے ہیں اُن پر پانی نہیں چڑھتا۔ نہ لوگ اپنے تالاب بھر سکتے ہیں۔ نہ کوئی وہ کہتے ہیں چھوٹے چھوٹے دنبے، کہتے ہیں وہ بھر سکتے ہیں واٹر سپلائی کے لئے پانی نہیں چڑھ رہا ہے۔ انہوں نے hands-up کیا گیٹ کہ پانی واٹر سپلائی میں چڑھ سکے۔ جو کوشش ہے وہ ابھی تک ناکام ہوگئی ہے۔ ہمارے ان علاقوں میں زیر زمین میٹھا پانی نہ ہونے کے برابر ہے۔ جسے کڑوا پانی کہتے ہیں۔ اور وہاں کل بھی گرمی 51 ڈگری تھی۔ اِن حالات سے وہاں گزر رہے ہیں ایریگیشن کے بغیر زراعت نہیں ہوتی۔ پھر اُس کے ساتھ ساتھ نہ واٹر سپلائی ہے نہ پینے کا پانی ہے۔ مالداری بھی ختم ہو جاتی ہے۔ لوگ نقل مکانی کرکے زبوں حالی میں سندھ چلے جاتے ہیں بزگری کے لئے۔ اور سندھ میں وہ بہت، مَیں وہ لفظ استعمال کروں گا افسوس کے ساتھ کہ وہاں خوار ہوتے ہیں۔ وہاں کی انتظامیہ بھی خوار کرتی ہے ہمارے لوگوں کو، اُن کا نظام بھی ہمیں خوار کرتا ہے پھر وہ واپس آجاتے ہیں۔ آپ کی زراعت اِن حالات سے گزر رہی ہے۔ ایک کروڑ سولہ لاکھ یا بیس لاکھ کی آبادی ہے سارے بلوچستان کی۔ .one third of Karachi اس کو سنبھالیں ہمارا گوادر ہمارا ریکوڈک اور ہمارا سینڈک بہت پیارا لگتا ہے۔ ہمارا سی پیک کے routes بڑے پیارے لگتے ہیں۔ جب اتنا مستفید میرا ملک پاکستان تو اسی طرح نظر ڈالیں ہمارے اوپر بھی، گیس اس کے علاوہ جب گیس 1952ء میں نکل رہی تھی تو جرمن آگئے scientists اور engineers انہوں نے کہا آپ صندل wood جلا رہے ہیں سارے پاکستان نے اس پر ترقی کرلی۔ ہم کوئٹہ والوں کو domestic use کیلئے 82-1980ء میں ملا اگر میں غلط نہیں ہوں۔ تو احساس ہونا چاہیئے کہ ایک کروڑ سولہ لاکھ لوگوں کا خیال رکھنا ہے۔ ہم نے ان کو آگے لے

کے جانا ہے۔ ہر لحاظ سے، سارے فیلڈوں میں۔ ساری ٹریژری بینچز ہوں یا اپوزیشن ہم سب کو ایک ساتھ ان چیزوں کو نمٹانا ہے۔ نہیں تو ہم مستقبل میں ہمارا کوئی مستقبل نہیں ہے۔ سارا دن ہم چھوٹے چھوٹے لوازمات میں پھنسے رہیں گے۔ میں بھی، اختر لانگو بھی، خلیل جارج بھی۔ کوئی ترقیاتی visionary کام نہیں کر سکیں گے۔ آگے نہیں نکل سکیں گے۔ 2007ء میں میرے علاقے میں سیلاب آیا۔ 2010ء میں صحبت پور میں، سلیم کھوسہ کا علاقہ سارا ڈسٹرکٹ ڈُوب گیا۔ 2012ء میں پھر سیلاب آیا۔ ہمارے اریگیشن ڈیپارٹمنٹ کو river flood کا تجربہ ہی نہیں ہے۔ علاقے ڈُوب گئے لاکھوں لوگ displaced ہو گئے، کوئی خیال نہیں ہے کہ کیا کریں کیا نہیں کریں۔ افسوس کہ اب اریگیشن والوں کو تجربہ نہیں ہے۔ اِن حالات سے گزر رہے ہیں۔ پی ایس ڈی پی کا جائزہ لینا چاہیے۔ ایک vision کے ساتھ آگے چلے جائیں۔ اِن قرضوں کے معاملے میں اگر ہمیں اکٹھے جانا پڑے تو جائیں گے۔ عمران خان ہر وقت کہتے ہیں، یہ کدھر ہے مبین خلجی KP کی گورنمنٹ اُنہوں نے بنائی پچھلے ادوار میں۔ تو یہ حل کرائیں سب اکٹھے چلتے ہیں۔

میڈم چیئرپرسن: تو یہ مبین صاحب کو ہمیں دینا چاہیے۔

میر جان محمد خان جمالی: مَیں مبین سے اس لئے کہتا ہوں کہ وہ بات سنتا بھی ہے اور بھاگ دَوڑ بھی کرتا ہے۔ تو یہ چیزیں ہم نے پہلے بھی اکٹھے اِن مسائل کو نپٹائے ہیں۔ یہ اکثریت کا مسئلہ ہے تو میری گزارش ہے ہاؤس سے کہ اکثریت ایوان کے اراکین کا مسئلہ یہی ہے زراعت اور گلہ بانی۔ پاکستان ہمارا ہے، بلوچستان ہمارا ہے بلوچستان کے وسائل سب کے ہیں پاکستان کا مستقبل بلوچستان ہے۔ بہت شکریہ۔

میڈم چیئرپرسن: جناب نصراللہ خان زیرے صاحب۔

جناب نصراللہ خان زیرے: شکریہ مادام چیئرپرسن صاحبہ۔ جو قرارداد ہاؤس کے سامنے ہے یقیناً یہ بہت ہی اہمیت کی حامل قرارداد ہے مَیں اپنی جانب سے اپنی پارٹی کی جانب سے اس کی بھرپور حمایت کرتا ہوں۔ میڈم اسپیکر! ہمارا خطہ یقیناً ایک لحاظ سے اگر ہم پشتونخوا وطن کا ذکر کریں تو پاکستان کے پانیوں کا سرچشمہ وہ پشتونخوا وطن ہے۔ مگر ظلم یہ ہوا کہ 1991ء میں جب water-accord ہوا۔ جو سب سے پہلے پانیوں کے سرپرتھے جہاں سے پانی نکل رہا ہے، جہاں کے برف پوش پہاڑوں سے پانی آرہا ہے اُس accord میں محض 8 فیصد حصہ خیبر پختونخوا کو دیا گیا۔ محض 8% حصہ جس کی ہم نے اُس وقت بھی بھرپور مخالفت کی۔ اور پھر میڈم چیئرپرسن! ہمارے اس علاقے میں جس کا جان جمالی صاحب نے ذکر کیا۔ اُس میں ہمارے پاس جسے گرین بیلٹ کہا جاتا ہے، جہاں پٹ فیڈر کینال ہے، دوسرے ہیں۔ اور پھر جو پشتون بیلٹ ہے خاص کر جب

1996ء میں یہاں خشک سالی آئی، قحط آیا، اُس وقت ہماری پارٹی نے ایک سروے کیا، اپنی پارٹی کی طرف سے، ہمارے یونٹ کی طرف سے، کم وبیش اُسوقت چالیس لاکھ پھل دار درخت لوگوں نے کاٹے۔ اور ایسا بھی ہے میڈم اسپیکر! لورالائی کا ایک زمیندار ہے، اُس نے جو خشک درخت کاٹے اُسکی لکڑیاں کم وبیش دس لاکھ روپے میں بھیج دیں۔ اس کے علاوہ ایک جانب ہمارا انحصار ایگریکلچر زراعت پر ہے۔ ہمارے باغات ہیں ہماری فصلات ہیں دوسری جانب ہماری base لائیواسٹاک ہے۔ آپ موسیٰ خیل، ژوب، شیرانی اور لورالائی کو دیکھیں پھر اس طرف بلوچ بیلٹ میں واشک وغیرہ یہاں لائیواسٹاک کا بہت بڑا ذخیرہ تھا۔ اُس وقت جب 1996ء میں قحط آیا، خشک سالی ہوئی، لاکھوں مال مویشی مر گئے۔ اور ہمارے زمیندار مکمل طور پر تباہ ہو گئے۔ اور میڈم چیئرپرسن! آپ کو پتہ ہے کہ 1996ء کے بعد شاید درمیان میں ایک تین سال یا ایک سال ایسا آیا کہ بارشیں ہوئیں، برف باری ہوئی کچھ بہتری آگئی۔ مگر وہ بہتری جس کی ہم توقع کر رہے تھے وہ بالکل نہیں آیا۔ قلعہ عبداللہ ضلع اور گلستان جو باغات کے لحاظ سے مشہور ہیں، جہاں ابھی دشمنیاں ایجنسیوں نے پیدا کیں اپنے لوگوں کو لا کر وہاں بسایا اور وہاں باغات تھے، یہاں گلستان میں باغات کاٹے گئے میزئی اڈہ کا علاقہ ہے، قلعہ عبداللہ کا علاقہ ہے۔ پشین well-populated ایگریکلچر کے لحاظ سے ہمارا ضلع ہے۔ اُس میں ملکیار ہے دوسرے علاقے ہیں وہاں باغات کاٹے گئے۔ پھر خانوزئی، مسلم باغ، قلعہ سیف اللہ اور لورالائی یہ ایسے ایسے علاقے تھے کہ یہاں آپ کے سیب کے باغات باقی جو میوجات ہیں یہ تمام تباہ ہو کے رہ گئے۔ اور حکومت کی جانب سے کیا اقدامات کیے گئے؟ کوئی اقدامات نہیں۔ لوگوں نے، زمینداروں نے اپنی مدد آپ کے تحت وہاں ہزاروں ٹیوب ویل لگائے۔ اُس پر بھی آپ دیکھ رہے ہیں کہ ملک صاحب بیٹھے ہوئے ہیں آئے دن زمینداروں کی ہڑتالیں ہوتی ہیں۔ جو سبسڈی دی جا رہی تھی وہ اب نہیں دی جا رہی ہے۔ ہماری صوبائی حکومت 55 ارب روپے کیسکو کا مقروض ہے۔ زمیندار کو تو چھوڑیں کیسکو نے تو یہاں واسا کے ٹیوب ویل پی ایچ ای کے ٹیوب ویل disconnect کر دیئے۔ پانی لوگوں کو نہیں مل رہا ہے۔ اور اب مختلف حیلے بہانوں سے جو قرضے ہمارے زمینداروں کے اوپر ہیں جس طرح قرارداد میں کہا گیا ہے کہ یہ کم وبیش 5.6 ارب روپے میں کہتا ہوں کہ وفاقی حکومت کو اس لئے کہ ہمارے پاس اور کوئی ذرائع نہیں ہے۔ انڈسٹریز ہمارے پاس نہیں ہے۔ سوشل سیکٹر ہمارے پاس نہیں ہے کوئی کمپنی ہمارے پاس نہیں ہے۔ ہمارے نوجوان ڈگری جا کر کے لاکھوں نوجوان ہمارے وہ ڈگری ہاتھ میں لیکے پھر رہے ہیں۔ نہ یہاں کوئی کمپنی ہے نہ کوئی انڈسٹری ہے نہ کوئی اور چیز ہے وہ جائیں تو کہاں جائیں ایک ہی ہمارے پاس ایگری کلچر ہے۔ تو میری گزارش یہ ہوگی کہ حکومت بلا اُسکے جو زرعی

ٹیکس ہے یا آبیانہ ہے، جو بھی ہے مکمل طور پر وہ ختم کریں۔مَیں معاف کا لفظ اسلیئے استعمال نہیں کرونگا کہ ہمیں معافی کی کوئی ضرورت نہیں ہے ہم اس ملک کا حصہ ہیں ہمارا یہ پاکستان ہمارے وسائل پر چل رہا ہے، ہمارے گیس پر چل رہا ہے۔ہمارے پیٹرول پر چل رہا ہے۔ہمارے پانی پر چل رہا ہے۔پنجاب اگر آج آباد ہے تو یہ پختونخواہ وطن کی سرزمین کے پانی سے آباد ہے۔سندھ اگر آباد ہے تو ہمارے اُن برف پوش پہاڑوں سے جو پانی نکلتا ہے اُس سے آباد ہے۔تو حکومت یہ کرے تحریک انصاف کی حکومت کہ وہ تمام جتنے بھی قرض ہیں وہ مکمل طور پر ختم کریں۔کوئی اُس میں نہیں وہ ختم کرے اور ہمارے زمیندار جو ہیں نہ وہ آئندہ انکے مقروض نہ رہیں۔تو میں اپنی پارٹی کی جانب سے اس قرارداد کی بھرپور تائید وحمایت کرتا ہوں۔شکریہ۔

میڈم چیئر پرسن: شکریہ۔جی جناب اصغرخان اچکزئی صاحب۔

جناب اصغرخان اچکزئی: شکریہ میڈم اسپیکر۔یقیناً آج کا یہ قرارداد بلوچستان اور بلوچستان کے زمینداروں کے حوالے سے انتہائی اہمیت کی حامل قرارداد ہے۔میڈم چیئر پرسن! مَیں ایک طرف افسوس ہی کرسکتا ہوں کہ بلوچستان جیسا صوبہ جس کو اللہ تعالیٰ نے بیش بہا نعمتوں سے، وسائل سے بہرہ مند فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس صوبے کو ایسے بارڈرز دیئے ہیں کہ یہاں ہمارے چھوٹے عمر سے لیکے بڑی عمر تک ہر ایک صوبہ اُٹھ کے رات تک اپنا اتنا کچھ کما سکتا ہے کہ جس پر اپنا گزر بسر کرسکیں۔اسی طرح موسم کے لحاظ سے اللہ تعالیٰ نے اس ملک میں بلوچستان پر جو رحم وکرم فرمایا ہے کہ ہر لحاظ سے ہر قسم کی یہاں پر زمینداری کی شکل میں سبزیوں کی شکل میں پھل کی شکل میں ہر ایک مختلف قسم کے اجناس جو ہیں ہم یہاں پر حاصل کرسکتے ہیں اور اس سے بڑھ کر گیس کی شکل میں جو ایک نعمت اللہ تعالیٰ نے دی ہے۔بدبختی یہ ہے کہ ان تمام تر وسائل کے ہوتے ہوئے اس پر دسترس نہ ہونے کی وجہ سے آج ہم کبھی کس شکل میں تو کبھی کس شکل میں وفاق سے اپیلوں کی صورت میں ،قراردادوں کی صورت میں مسلسل درخواست کرتے چلے آرہے ہیں۔آج بھی مَیں کہتا ہوں کہ اگر ہمیں اس ملک کے اِرسا کے فارمولے کے تحت بلوچستان کو اس کا پانی مکمل مل جائے تو مَیں یقین سے کہ سکتا ہوں کہ ہمارے اس نصیرآباد ڈویژن اور اس بیلٹ میں پانی کی کسی قسم کی کوئی ضرورت درپیش نہیں ہوگی۔اور ہمارے وہاں کے زمیندار اس سے بھرپور استفادہ حاصل کرسکیں گے۔اسی طریقے سے اگر ہمارے بارڈرز کی تجارت پر توجہ دی جائے آپ کے اس صوبے کے جتنے بھی بارڈر چاہیے وہ ایران کے ساتھ لگتے ہیں چاہیے وہ افغانستان کے ساتھ لگتے ہیں اگر یہاں پر ایک سسٹم کے تحت کاروبار کو فروغ دیا جائے تجارت کو بڑھایا جائے جو ایک دوستانہ ماحول کو فروغ دیا جائے تو مَیں وثوق سے کہتا ہوں میڈم چیئر پرسن! کہ ہمارے ہاں خاص کر بیروزگاری کی۔کسی قسم کی

کوئی بیروزگاری نظر نہیں آئیگی۔تو یقیناً جب وسائل آپ کے دسترس میں نہیں ہونگے وسائل پر آپ کا اختیار نہیں ہوگا۔اپنے بارڈرز پر کاروبار سے متعلق فیصلے آپ خود نہیں کرسکو گے۔تو آج ہمیں اس طرح کے دن دیکھنے پڑتے ہیں۔تو مَیں آج کی اس قرارداد کی اہمیت کے حوالے سے جس طرح ہمارے دوستوں نے اس پر بات کی۔عوامی نیشنل پارٹی کی پارلیمانی پارٹی ہماری پوری پارٹی کی طرف سے ہم اس کی مکمل حمایت کرتے ہیں اور ساتھ ہی مطالبہ کرتے ہیں کہ بلوچستان کے وسائل۔بلوچستان کو اللہ تعالیٰ نے بیش بہا جوخزانے دیئے ہیں اس کے باوُجود ہماری محرومیوں کو مدنظر رکھتے ہوئے ہمارے زمینداروں کے اوپر جتنے بھی قرضہ جات ہیں وفاق اس کو فی الفور ختم کردے اور بلوچستان کے زمینداروں کو اپنی زمینداری اپنے فصلوں کو مزید اس میں بہتری لانے کیلئے موقع دیا جائے۔شکریہ میڈم چیئرپرسن!۔

میڈم چیئرپرسن: جی زابدعلی ریکی صاحب۔

میر زابد علی ریکی: بسم اللہ الرَّحمٰن الرَّحیم۔Thank you میڈم اسپیکر! جو قرارداد ملک نصیر اور نوابزادہ طارق مگسی جان جمالی صاحب لائے ہیں زمینداروں کے،میڈم چیئرپرسن! بلوچستان میں بغیر زراعت کے اور کیا ہے۔زمیندار ترس رہے ہیں رو رہے ہیں وزیراعظم عمران خان صاحب نے جو وعدے کیئے تھے 2018ء کے الیکشن سے پہلے پاکستان کی سارے عوام کو"کہ اگر مَیں پرائم منسٹر بن گیا تو مَیں یہ،یہ کروں گا"۔وہ سارے وعدے چلے گئے U-turn ہوگئے ہیں ابھی اس نے جو زمینداروں کو خیبرپختونخوا میں جو ریلیف دیا ہوا ہے۔یہ حق بھی بلوچستان کا بنتا ہے کہ بلوچستان کے زمینداروں کو بھی ریلیف دے یہاں پر کیا ہے؟۔کچھ بھی نہیں ہے گوادر کی وہ حالت ہے ریکوڈک کی یہ حالت ہے یہاں پر انڈسٹری نہیں ملازمتوں کا حال بھی آپ دیکھ رہے ہیں انٹرویوز ہو رہے ہیں کینسل ہو رہے ہیں یہ بلوچستان کو ہر حوالے سے نظرانداز کررہے ہیں آخر یہ زمیندار کہاں جائیں؟۔ان زمینداروں کو بھی ریلیف دینا ہے اس پرائم منسٹر کا حق یہی بنتا ہے کہ وہ آکے یہاں پر بلوچستان میں کئی اعلانات کرتے ہیں چلے جاتے ہیں مگر یہ جو اہم زمینداروں کا ایشو ہے۔سننے میں آرہا ہے کہتے ہیں کہ پرائم منسٹر کل پرسوں آرہے ہیں۔ مبین صاحب! آپ مہربانی کریں آپ پی ٹی آئی کے ہیں اپنا جو بلوچستان کا جو حق ہے آپ سب سے پہلے جب پرائم منسٹر آئیں گے مبین صاحب آپ اس کو یہی بولیں کہ یہ جو آپ نے خیبر پختونخوا میں زمینداروں کو ریلیف دی ہے سب سے پہلے بلوچستان کو بھی آپ یہ ریلیف دیں۔پھر بلوچستان کے زمیندار کہاں جائیں؟۔بجلی کی یہ حالت ہے ہمارے زمیندار روڈوں پر نکل رہے ہیں چوبیس گھنٹے میں کہیں تین گھنٹے ہیں کہیں دو گھنٹے ہیں کہیں چار گھنٹے ہیں وہ بھی لوڈشیڈنگ ہےمیڈم چیئرپرسن! میری بات یہی ہے کہ اگر مبین

صاحب آپ کی دل خرابی ہوئی ہے۔اگر آپ کا دل خراب ہوا ہے توkindlyدل کو برداشت کریں ہمارا حق بنتا ہے ان زمینداروں کا حق بنتا ہے۔اور انشاء اللہ مجھے یہی امید ہے کہ پرائم منسٹر کے آتے ہی آپ یہ خوشخبری بلوچستان کے زمینداروں کو انشاء اللہ دے دیں گے۔Thank you میڈم چیئر پرسن!

میڈم چیئر پرسن: جی سلیم کھوسہ صاحب۔

جناب سلیم احمد کھوسہ(وزیر محکمہ مال): شکریہ میڈم چیئر پرسن صاحبہ ایک اہم نوعیت کی قرارداد ہے میری گزارش ہوگی اس کو پورے ایوان کی طرف سے اگر اس کو کیا جائے مشترکہ طور پر تو زیادہ بہتر رہے گا۔میڈم چیئر پرسن صاحبہ! یہ آج کا مسئلہ نہیں بہت پرانا ایک سلسلہ وفاق کی طرف سے اس صوبے کے ساتھ ہوتا آرہا ہے یہ انتہا غیر مناسب ہے۔سردیوں میں یہاں پر آپ نے دیکھا فیڈرل کے جو ڈیپارٹمنٹس ہیں جو ہمیں کرنا چاہیے تھا۔میڈم! میری گزارش ہوگی اس وقت ہمارے علاقے گرم ترین علاقے ہیں اس وقت اہم ایشو وہاں پر بجلی کا ہے نہ یہ سردیوں میں ہمیں بجلی دیتے ہیں اور نہ آج ہمارے علاقے میں چاہے وہ ڈسٹرکٹ صحبت پور ہو جعفر آباد ہو نصیر آباد ہو یا پورا یہ گرم علاقہ نصیر آباد ڈویژن سبی ڈویژن میں سمجھتا ہوں کہ پورے بلوچستان کا یہ مسئلہ ہے نہ کہ صرف ہمارے ایک ڈویژن یا ایک ڈسٹرکٹ کا مسئلہ ہے ان کا رویہ ہمارے ساتھ اسی طرح ہی رہتا ہے گرم علاقے ہیں بے انتہا گرمی ہے جان صاحب نے بتایا کہ آج اور کل 51 سینٹی گریڈ رہا ہے اس گرمی میں یہ ہمیں بجلی دینے کے لئے تیار نہیں ہیں پانی کا مسئلہ کیونکہ صرف یہ میرا یا جان صاحب یا لہڑی صاحب کا عمر خان کا مسئلہ نہیں ہے وہاں ہزاروں لاکھوں لوگوں کی معیشت کا سوال ہے جس کا دارومدار اسی پانی کے ساتھ اللہ پاک نے جوڑا ہے اگر یہ پانی ہوگا تو ہماری یہ زمینیں آباد ہوں گی لیکن ہمیں پانی دینے کے لئے بھی تیار نہیں ہیں ہمارے پٹ فیڈر کا جو شیئر بنتا ہے وہ تقریباً چھ ہزار سات سو کیوسک ہے اس وقت دو ہزار کے قریب پانی چل رہا ہے ہم اپنے بیج تو کر نہیں سکتے ہیں حالانکہ اس وقت تک کوئی ستر پرسنٹ سے زیادہ کوئی بیج ہو جاتا ہے آج ہمارے لوگ پانی پینے کے لئے ترس رہے ہیں آبادی تو ہم نے کی دنیا نے دیکھی شادی ہم نے کی وہ ایک الگ قصہ ہے الگ کہانی ہے اس وقت ہم پینے کے پانی کے لئے رو رہے ہیں تو یہ مسئلے ہیں اہم مسائل ہیں ہمارے 2010 اور 2012 میں بہت بڑا سیلاب ہمارے علاقے میں آیا پورا علاقہ ہمارا بالکل جتنی بھی زمینداری تھی شالی اس وقت فصل لگی ہوئی تھی بالکل زیرو ہو گیا تباہ ہو گیا اس وقت بھی یہی زرعی قرضوں کے حوالے سے ہم نے گزارشات کیئے شاید اعلانات بھی اس وقت ہوئے کہ جی قرضے معاف کیئے جائیں گے لیکن کوئی قرضہ معاف نہیں آج بھی اسی situation میں ہم کھڑے ہیں بلوچستان میں خشک سالی اپنی جگہ پر چل رہی ہے بوجھ ہے اِنہی غریب لوگوں کا

ان کا گزر بسر انہیں زراعت کے اوپر ہے اگر یہ چیزیں نہیں ہوں گی تو وہ کہاں سے پیسے دیں گے تو یہ میری گزارش ہوگی جسطرح دوستوں نے تفصیلاً اس پر کہا ہے کہ یہ قرضے معاف کیئے جائیں جسطرح کے پی میں کیا گیا اسی طرح بلوچستان کے قرضے بھی معاف کیئے جائیں قرضے کے ساتھ ساتھ جو ہمارے اہم ایشو ہیں پانی کا کھیرتھر کینال کا اوستہ محمد میں میرے خیال میں اس وقت پینے کے پانی کا بہت بڑا ایشو ہے بہت بڑا مسئلہ ہے اس وقت مسئلہ حل ہوگا جب آپ کھیرتھر میں صحیح طریقے سے جو ہمارا شیئر ہے ہمیں پانی دیں گے جب ہی یہ جا کر تالاب fill ہوں گے لوگوں کو پانی ملے گا پانی دینے کے لئے تیار ہی نہیں ہیں اور ہمارے ساتھ اس وقت جو پانی کا ایشو ہے وہ سندھ کے ساتھ ہے یہ زیادتی ہمارے ساتھ سندھ کررہا ہے اریگیشن کے منسٹر صاحب اگر یہاں پر موجود ہوتے تو اور زیادہ بہتر ہوتا کیونکہ ہمارا وہاں کوئی دسترس ہی نہیں ہمارا وہاں پر کوئی سیٹ اَپ ہی نہیں ہے نہ گڈو بیراج میں ہے اور نہ میں سمجھتا ہوں کہ سکھر بیراج میں بلوچستان کا کوئی نمائندہ وہاں پر بیٹھتا ہوں جب ہمارا نمائندہ نہیں ہوگا تو سارا کنٹرول سب کچھ سندھ گورنمنٹ کے پاس ہے سندھ اریگیشن کے لوگوں کے پاس ہے وہ پھر اسی طرح ہمارے لوگ جاتے ہیں روتے ہیں منت سماجت کر کے تھوڑا پانی دیا نہیں دیا اسی طرح ہمارا گزر بسر ہورہا ہے تو یہ ایک اہم نوعیت کا قرارداد ہے میں بالکل support کرتا ہوں اور اس کے ساتھ میں گزارش کروں گا اپنے سینئر دوستوں کو یہ قرارداد صرف پاس نہیں ہونا چاہیئے ہمیں اس کے ساتھ اسلام آباد جانا چاہیے ہمیں اپنی چیزوں کے لئے proper طریقے سے fight کریں گے تب ہی جا کر ہمیں تھوڑا بہت شاید ریلیف ملے ورنہ اسی طرح ہم روتے ہیں گے۔ بہت بہت شکریہ۔

میڈم چیئرپرسن: جی جناب اصغر خان ترین صاحب۔

جناب اصغر خان ترین: بہت شکریہ میڈم چیئر پرسن! یقیناً جو قرارداد ہمارے دوستوں نے پیش کی ہے اس ہاؤس میں انتہائی اہمیت کی حامل ہے، مجھے بڑی خوشی بھی ہورہی ہے اور افسوس بھی ہورہا ہے یہ لیٹر جب ہم نے دیکھا کہ اس پر لکھا ہوا ہے:

Relief package announced by the Prime Minister of Pakistan for the formers of Malakand, Swat, Boneer, etc in edition.

یعنی اس کے تمام KP کے جو ڈسٹرکٹس ہیں ان کے نام اس میں باقاعدہ تمام تر ان کو ایک ریلیف پرائم منسٹر کی طرف سے دے دیا گیا ہے، package دیا گیا ہے۔ اگر یہ announcement بلوچستان کے لئے بلوچستان کے کسانوں کے لئے بلوچستان کے formers کے لئے کیا جاتا یقیناً ہمارا بھی آج خوشی کا دن ہوتا

لیکن بدقسمتی سے ہم کہہ سکتے ہیں کہ بلوچستان اپنے ساحل وسائل کے لیے، بلوچستان اپنی معدنیات کے لیے، بلوچستان اُن وہ جس کا تعلق فیڈرل سے ہے جو اُن کے ہیں، اُن کے لیے ہم ہر دن ہر روز قرارداد لے کے آتے ہیں، روتے ہیں، چاہے وہ بجلی ہو، چاہے وہ گیس ہو، چاہے وہ سینڈک ہو، چاہے وہ ریکوڈک ہو، چاہے وہ گوادر ہو، ہم ہر اُس نقطہ پر چیختے ہیں چلاتے ہیں جس کا تعلق وفاق سے براہ راست ہو۔ میڈم چیئر پرسن! یقیناً بلوچستان کا جو زمیندار ہے وہ انتہائی پریشان ہے، باغات ایک دور تھا کہ بلوچستان کے کسان آباد تھے، اُن کے باغات آباد تھے، اُن کی فصلیں آباد تھیں، لیکن ابھی خشک سالی اتنی آ گئی کہ خود اپنے باغات کاٹنے پر مجبور ہو گئے ہیں جو سیب کے درخت تھے، جو انار کے درخت یا جو انگور کی فصل تھی وہ کاٹنے پر مجبور ہو گئے ہیں۔ اُن کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ پانی کی قلت ہے اور بالخصوص اگر پشتون بیلٹ کی بات کی جائے تو آٹھ سو سے لے کر بارہ سو فٹ کے درمیان پانی ہمیں مہیا ہوتا ہے، تو پانی کی سطح نیچے چلی گئی ہے پانی میسر نہیں ہے اور بدقسمتی سے وفاق ہمیں بجلی مہیا نہیں کر رہا، یقین جانیئے کہ کل بھی میرے پاس پشین کے زمیندار حضرات آئے تھے کہ ہمارا agreement ہوا ہے QESCO کے ساتھ کہ جو اُن کے جو connections ہیں ٹیوب ویل کے، ہر یہ season میں 9 ہزار روپیہ فی ٹیوب ویل ہمیں دیا جائے گا اور ہم اُس کی مَد میں آٹھ گھنٹے بجلی دیں گے۔ اُس aggreement میں ،مَیں خود موجود تھا، اور وہاں QESCO کے ED صاحب موجود تھے، وہاں پر اُن کے SE موجود تھے اُن کے وہاں جو عملہ تھا وہ موجود تھا، اُن کی موجودگی میں یہ ساری باتیں طے ہوئی ہیں۔ لیکن جو کسان حضرات ہیں اُنھوں نے نو، نو ہزار بھی جمع کیئے ہیں میڈم چیئر پرسن لیکن یہ پچھلے دس پندرہ دن سے اُن کو چھ چھ گھنٹے چار چار گھنٹے بجلی مل رہی ہے۔ تو یہ ہماری حالت ہے، جب سردی کے دن آتے ہیں اِسی ہاؤس سے قرارداد منظور ہوتی ہے گیس کے لیے کہ ہمیں گیس کا pressure مہیا نہیں ہے، گیس مہیا نہیں لہٰذا ہمیں گیس مہیا کی جائے، جب گرمی آتی ہے تو ہم بجلی کے لیے روتے ہیں، یہ ہماری کیفیت ہے۔ تو اِس طرح کی قرارداد ہم ہاؤس میں لے کر آئے، لیکن یقیناً یہ جو موجودہ قرارداد ہے یہ انتہائی اہمیت کی حامل ہے میڈم چیئر پرسن، وفاقی حکومت کو چاہیے کہ جو سبسڈی دی جائے زراعت کے لوگوں کو کسانوں کو، seed کی مَد میں دیں آپ اُن کو ایک solar system بنا کر دیں، اُن کو بجلی connection سے بالکل فارغ کیا جائے اُن کو solar کی مَد میں آپ دے سکتے ہیں، جو زرعی ٹیکس اِن پر لاگو کیا گیا ہے وہ معاف کیا جائے تو ہم یہ مطالبہ کر سکتے ہیں وفاقی حکومت سے کہ جو آپ نے KPK کے لیے جو پیکج Prime Minister نے announce کیا ہے وہ پیکج بلوچستان کے لیے کیوں نہیں ہے۔ ہمارے نصیر آباد، جعفر آباد کے لوگ روتے ہیں کہ بھائی جو پانی کی تقسیم ہے اُس میں اُن

کو پورا حصہ نہیں ملتا۔ ہم اگر پشتون بیلٹ کی بات کریں تو ہمیں بجلی مہیا نہیں ہے تو ہم کہاں سے، زمیندار کہاں پر جائیں، میڈم چیئرپرسن اتنی خشک سالی اِس بلوچستان میں آئی ہے کہ لوگوں نے اپنے آبائی علاقے چھوڑ دیئے ہیں اور شہر کی طرف آ گئے ہیں۔ اگر کوئی شہر سے دور تھا وہ پشین شہر میں آ گیا ہے، جو پشین شہر میں تھے وہ کوئٹہ shift ہو گئے، یقیناً پانی کی بہت بڑی قلت ہے۔ یہ جو قرارداد پیش کی گئی ہے، مَیں اپنی طرف سے اور جمعیت علماء اسلام کی طرف سے اِس کی بھرپور حمایت کرتا ہوں اور اِس ہاؤس سے میں یہ گزارش کرتا ہوں اور سیکرٹری صاحب سے گزارش کرتا ہوں سیکرٹری اسمبلی صاحب سے کہ اِس کو persue کیا جائے اور گورنمنٹ benches میں جو ہمارے بھائی بیٹھے ہیں، دوست بیٹھے ہیں یہ کمیٹی تشکیل دیں اور جا کر فیڈرل میں اِس سے لڑیں، اِس پر بات کریں تاکہ ہم اپنے کسان بھائیوں کے لیے کچھ تو کر سکیں کم از کم، جب یہ بُونیر کے لیے کر سکتے ہیں، جب یہ مالاکنڈ کے لیے کر سکتے ہیں، لوئر دیر کے لیے کر سکتے ہیں، KPK کے لیے کر سکتے ہیں، تو بلوچستان بھی پاکستان کا حصہ ہے تو بلوچستان کے لیے کیوں نہیں کر سکتے۔ لہٰذا اِن سے بھی ہماری request ہے گورنمنٹ benches سے بالخصوص وہ حضرات جن کا تعلق PTI سے ہے، عمر جمالی صاحب، مُبین بھائی ہیں ہمارے، نصیب اللہ مری صاحب ہیں، سردار یار محمد رند صاحب ہیں، اِن سے گزارش کی جاتی ہے کہ کم از کم آپ بات تو کریں۔ کل Prime Minister صاحب کا visit ہے بلوچستان کا، اِن کو چاہیے کہ اِن کے سامنے یہ Point اُٹھائیں کہ آپ KPK کے لیے پیکج announce کر سکتے ہیں، اُن کو پیکج دے سکتے ہیں تو بلوچستان کے لیے کیوں نہیں کر سکتے۔ یعنی دیکھیں یہاں پر نہ مِل ہے، نہ فیکٹری ہے، نہ کوئی کارخانہ ہے، بارڈر کی حالت آپ کے سامنے ہے اور تعلیم یافتہ نوجوان ڈگری ہولڈر نوجوان وہ بے روزگار پھر رہے ہیں، منشیات فروشی میں اضافہ ہوا ہے، زراعت آپ کی تباہ ہو گئی ہے، پانی آپ کے پاس نہیں ہے، بجلی آپ کے پاس نہیں ہے تو کم از کم اِس مسئلے سے تو اگر KPK کا کسان دوچار ہے تو بلوچستان کا کسان بھی اِسی مسائل سے دوچار ہے۔ تو میری گزارش یہ ہے کہ جو ہمارے PTI کے ساتھی ہیں، دوست ہیں کل Prime Minister صاحب آ رہے ہیں، تشریف لا رہے ہیں اِن کو چاہیے کہ اُن کے سامنے احتجاجاً احتجاج کریں اور اُن سے یہ پیکج لیں تاکہ ہم یہ عوام کو کہہ سکیں کہ ہمارے اِن دوستوں نے بھی کوئی احتجاج کیا ہے۔ تو مَیں اِس قرارداد کی بھرپور حمایت کرتا ہوں اپنی طرف سے اور اپنی پارٹی کی طرف سے، بہت شکریہ میڈم چیئرپرسن۔

میڈم چیئرپرسن: جی حاجی محمد خان لہڑی صاحب۔

حاجی محمد خان لہڑی (مشیر برائے محکمہ محنت و افرادی قوت): شکریہ میڈم چیئرپرسن صاحبہ! آج یہ دوستوں نے

جو قرار داد لائی ہے مَیں اِس کی مکمل حمایت کرتا ہوں اور مَیں اِس ایوان سے اور آپ سے request کرتا ہوں کہ اِس کو مشترکہ طور پر یہاں پر منظور کیا جائے۔ وزیراعظم صاحب کا پیکج جو اُنہوں نے KPK کے لیے اعلان کیا ہے وہ خوش آئند ہے، لیکن صوبہ بلوچستان ایک چھوٹے بھائی کے ناطے یہاں پر بھی ہمارے جو زمیندار بھائی بستے ہیں 2013-2012 میں ہمارے نصیر آباد میں flood آیا، جس میں ہمارے چار اضلاع بالکل مکمل ڈوب گئے، جس میں آپ کا نصیر آباد، صحبت پور، جعفر آباد، جھل مگسی اُس وقت اُن زمینداروں سے وعدے کیے گئے کہ جو آپ کے زرعی قرضے ہیں اُن کو معاف کیا جائے گا۔ لیکن وہ صرف باتوں کی حد تک محدود تھے اور وہ قرضے معاف نہیں کیے گئے۔ ہمارے ہاں اکثر لوگ جو بینکوں سے قرضے لیتے ہیں کہ ہم کوئی بیج لے لیں، ہل لگائیں زمین کو اچھی طرح کاشت کریں، لیکن کبھی کبھار جو آسمان کی طرف سے کوئی آفت آجاتی یا ژالہ باری ہو جاتی ہے تو اُن کے وہ فصلات وغیرہ تباہ ہو جاتے ہیں۔ لیکن اُن کے پاس پھر اتنا بھی پیسہ نہیں رہ جاتا کہ یا وہ قرضے دے دیں یا کسی سے جو قرضے لیے ہیں یا اُن کو دے دیں۔ تو مجبوراً اپنی زمین کو جو میرے خیال میں کچھ زمین جو ہو پانچ ایکڑ یا چھ ایکڑ ہو یا سولہ ایکڑ وہ بیچ کر پھر وہ لوگوں کو قرضے دیتے ہیں اپنے زرعی قرضے کے لیے یا جس سے لیا ہوتا ہے اُس کو قرضہ دے دیتے ہیں تا کہ یہ ہمارا قرضہ اُتر جائے۔ اِس کے علاوہ پانی کے حوالے سے جو ہمارے نصیر آباد ڈویژن کے بہت سے issues ہیں، اِس وقت ہمارے پٹ فیڈر کا جو تقریباً 6721 capacity بن رہی ہے، میرے جو دوست نے بتایا، اِس وقت تقریباً 1400 کیوسک آ رہا ہے وہاں پانی۔ آپ کا کیرتھر کینال ہے اِس وقت اُس کی جو capacity ہے پانی کی وہ 2400 سے ہے اور ابھی اِس وقت اِس میں 300 یا 400 پانی آ رہا ہے، یہ پانی تو میرے خیال میں جہاں پر 6 لاکھ ایکڑ آپ کا پٹ فیڈر پر آباد ہوتا ہے، جہاں تک میرا حلقہ ہے یہاں پر اِس وقت تین، چار تحصیل ہیں، حقیقتاً کل مَیں نے اُس XEN کو کہا، مَیں نے کہا! آپ دوسرے تو چھوڑیں، لوگوں نے جو پنیری لگانا ہے اُن کو چھوڑ دیں، پہلے وہ لوگ جو بیٹھے ہوئے ہیں کم از کم اُن کو پانی تو پہنچاؤ۔ پینے کا پانی نہیں ہے، تو کل سے اُس علاقے میں اُس نے پانی چھوڑ دیا ہے کہیں تک پہنچا ہے کہیں تک پہنچا بھی نہیں ہے۔ اور بجلی کے حوالے سے مَیں میڈم آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ اِس وقت درجہ حرارت 51, 52 C ہے وہاں پر گرمی اور بجلی ہمیں 12 گھنٹے ہے دو گھنٹے نہیں ہے اور بھی tripping میں گزرتی ہے، وہیں پر میرے خیال میں لوگ حقیقت ہے گرمی کی وجہ سے ایک اذیت ناک، قیامت خیز گرمی ہے، مَیں نے وہیں پر چیف کیسکو صاحب کو کہا کہ آپ مہربانی کریں اِس وقت آپ اِس کو تھوڑا بڑھا لیں، ٹائم بڑھا لیں تا کہ گرمی کی وجہ سے لوگ گرم علاقہ ہے تا کہ کم از کم بجلی تو وہاں پر لوگوں کو ملے لیکن یہ بھی نہیں ہو رہا ہے، اِس

وقت پورے نصیر آباد ڈویژن میں میرے خیال ہمارے چار جو تقریباً چھ constituencies ہیں، ساروں کو بجلی اُوچ سے ملتی ہے لیکن میرا جو حلقہ ہے مَیں نے بار بار کہا ہے اِس اسمبلی کے فلور پر کہ میرا جو حلقہ انتخاب ہے ابھی تک میرے حلقے کو گڈو سے بجلی آرہی ہے صرف 130, II Grade Station ہونے کی وجہ سے صرف یہاں پر کہا کہ ہم بیٹھتے ہیں ہمیں وہ دلاسے دے کر کہتے ہیں کہ آج کر رہے ہیں کل کر رہے ہیں اسی بات کو دو سال گزر گئے ہیں لیکن اُسی پر کوئی عملدرامد نہیں ہوا ہے تو مَیں اِسی ایوان کے توسط سے جو ایوان میں یہ قرارداد پیش کی گئی ہے تو اِس کی مَیں حمایت کرتا ہوں تاکہ اِس کو منظور کر کے اِس کے پیچھے جائیں صرف یہ قرارداد یہاں پر نہ ہوتی کہ اِس کو منظور کر کے جو ہمارا ایک وژن ہے یا ہمارے لوگوں کا تاکہ یہ لوگوں کو اس سے فائدہ ہو۔ شکریہ میڈم چیئرپرسن صاحبہ۔

محترمہ چیئرپرسن: جی نور محمد دُمڑ صاحب۔

نور محمد دُمڑ (وزیر برائے محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ وواسا): شکریہ میڈم چیئرپرسن! ہمارے دوستوں نے قرارداد پیش کی ایک تو میں اپنی طرف سے قرارداد کی مکمل حمایت کرتا ہوں اور ساتھ ساتھ قرارداد کا جو مفہوم ہے قرارداد کا جو مقصد ہے یقیناً یہ قرارداد اہمیت کی حامل قرارداد ہے۔ بلوچستان کی عوام کی ایک آرزو ہے اور ایک اِنکی ایک درخواست ہے اور اِنکی یقیناً ایک genuine مسئلے مسائل ہیں اِس قرارداد میں۔ قرارداد کے اندر یہ ہے کہ بجلی اور بلوچستان کی عوام نے جو زرعی قرضے لئے ہیں وہ معاف کیئے جائیں جس طرح KP میں یا اور صوبوں میں یقیناً بلوچستان کی عوام نے جس اُمید سے قرضے لئے تھے وہ قرضے اُنہوں نے پھر زمینداری کو آباد کرنا تھا اُسی زمینداری سے پھر وہ قرضے واپس return کرتے تھے لیکن بدقسمتی سے ہمارا صوبے کا ذریعہ معاش صرف اور صرف زراعت ہے اور زراعت جب پانی نہ ہو تو زراعت پانی کے بغیر ممکن نہیں ہے اور ساتھ ساتھ پھر بجلی اگر نہ ہو تو آج کل ہمارے جو چشمے تھے یا کاریزات تھے وہ تو سارے خشک ہو گئے، under ground پانی ہے وہ بجلی کے بغیر نکالنا ممکن نہیں نا ہماری بجلی ہے اور نہ ہماری زراعت ہے تو زراعت نہ ہونے کی وجہ سے ہمارے زمیندار یہ قرضے return کرنے کے قابل نہیں ہیں جب یہ قرضے واپس نہیں کر سکتے تو ہمارے بہت سے لوگوں کو جو ہے روز روز جیلوں میں ڈالا جاتا ہے عدالتوں کی طرف سے notices آجاتے ہیں اور courts میں اِنکی پیشیاں ہوتی ہیں غریب لوگ ہیں یقیناً ایک طرف اِنکی زمینداری نہیں ہے ایک طرف اِنکے گھر کا ذریعہ معاش نہیں ہے اور ایک طرف یہ نان شبینہ کے محتاج ہیں اور دوسری طرف پھر اِنکو notices آجاتے ہیں اور اِنکو اگر payments نہیں کرتے ہیں تو جیل میں بند کرتے ہیں تو یہ میرے خیال میں واقعتاً

قابل رحم ہیں۔اور ساتھ ساتھ بجلی کا جو رویہ بلوچستان کے ساتھ وفاق کی طرف سے یہ بھی قابل افسوس ہے۔تو ایک خاص موقع پر یہ قرارداد لائی گئی ہے مجھے اُمید ہے وزیراعظم پاکستان کل آرہے ہیں عمران خان کا یہ میرے خیال میں ابھی صرف میں نہیں بلکہ پورے بلوچستان کی عوام کو عمران کا شکریہ ادا کرنا چاہیے واحد leader ہے واحد وزیراعظم ہے جس نے اپنے ایک مختصر tenure میں بلوچستان کے اِتنے دورے کئے ہیں کہ میرے خیال میں تاریخ میں کسی بھی وزیراعظم نے نہیں کئے ہیں تو اِس کا واضع مثال یہ ہے کہ اِنکا بلوچستان کے مسائل سے اور اِنکے بلوچستان کی پسماندگی سے اور بلوچستان کی عوام سے محبت ہے دِلی محبت ہے کیونکہ اِنکو پتہ ہے کہ بلوچستانی عوام جس مسائل سے گزر رہے ہیں اور بلوچستان کی ماضی میں کسی نے بھی خدمت نہیں کی ہے نہ وفاق کی طرف سے نہ ہمارے صوبوں نے کوئی ایسے خاطر خواہ بلوچستان کی عوام کی خدمت کی ہے تو بلوچستان کی عوام کی پسماندگی بلوچستان کی عوام کے معاشی حالت اور بلوچستان کی عوام کی بے روزگاری کا عمران خان کو بخوبی علم ہے اور اِنکو احساس ہے۔اِنکا بار بار آنا یہ بلوچستان کی عوام سے اظہار محبت کا نتیجہ ہے تو کل پھر آرہے ہیں مجھے اُمید ہے آج سے کوئی دو تین مہینے پہلے آیا پھر southern بلوچستان گیا southern بلوچستان میں ایک بڑے project کا اعلان کیا ہے اور میرے خیال میں ایک تاریخی project ہے یہ ہم جس الفاظ سے بھی عمران کا شکریہ ادا کریں میرے خیال میں ہمارے پاس وہ الفاظ نہیں ہیں کہ بلوچستان کی عوام اگر سارے دن بھر اِنکا شکریہ ادا کریں میرے خیال میں یہ کم ہے۔کیونکہ اِتنی بڑی تعداد میں آج تک کسی بھی وزیراعظم نے اِس ملک کے جتنے بھی وزراءاعظم گزرے ہیں نہ تو اِتنے دورے کئے ہیں اور نہ بلوچستان کی عوام کا اِنکو اتنا احساس تھا اور نہ اِتنے وافر مقدار میں projects اعلان کئے ہیں تو اِسی طرح کل پھر وہ آرہے ہیں پھر زیارت کا دورہ بھی کررہے ہیں مجھے اُمید ہے آج کے اِس قرارداد پر بھی وہ روشنی ڈالیں گے اور اِنشاءاللہ قرضے بھی معاف کریں گے اور بجلی کے بارے میں بھی اِنشاءاللہ وہ ایک خاص اعلان کرلیں گے اور ساتھ ساتھ مجھے اُمید ہے کہ بلوچستان کے اُن پسماندہ علاقوں کو بھی ایک project کے اور Mega Project کے اعلان بھی کرلیں گے جہاں پچھلی دفعہ وہ آئے تھے southern بلوچستان کے لئے اعلان کیا تھا اور مجھے اُمید ہے اللہ کرے اِسی طرح ہوجائے۔کل جو آئیں گے زیارت میں پھر northern بلوچستان کیلئے وہ بھی ایک بڑے Mega project کا اعلان کرلیں گے مجھے اُمید ہے۔تو اِنشاءاللہ اگر اِسی طرح اِسی جذبے سے عمران خان آتے رہیں گے اور بلوچستان کے مسائل کے ساتھ اِنکا جذبہ ہے اِنکے ختم کرنے کیلئے تو اِنشاءاللہ وہ وقت دور نہیں کہ بلوچستان کے مسئلے عمران خان کے ہوتے ہوئے مجھے تو اگر ختم تو نہیں ہونگے تو کم ہوتے ہوئے نظر آرہے ہیں۔

تو مجھے اُمید ہے اِس قرارداد پر ہم سارے اتفاق کرتے ہیں یہ ایک مشترکہ قرارداد کے طور پر اگر ہم لے لیں تو کل وزیراعظم کے سامنے ایک اچھا message جائیگا میں تو اپنی طرف سے بھرپور حمایت کرتا ہوں اور اُمید کرتا ہوں پورے ایوان سے شکریہ۔

میڈم چیئرپرسن:　　جی احمد نواز بلوچ صاحب۔

میر احمد نواز بلوچ:　　شکریہ میڈم چیئرپرسن صاحبہ! پتہ نہیں عمران خان صاحب کا کہاں سے ہم شکریہ ادا کریں کن کن موضوع پر انکا شکریہ ادا کریں۔ اُس میں بعد میں آؤنگا **میڈم چیئرپرسن:**! شکریہ کے الفاظ میں last میں بولوں گا پہلے میں اپنی درد بھری آواز نصیر آباد کے لوگوں کے پانی کیلئے اُنکے لئے تھوڑا سا۔ میں اِس قرارداد کی بھرپور حمایت کرتا ہوں اپنی طرف سے اپنی پارٹی کی طرف سے جو مشترکہ قرارداد ہے میڈم اسپیکر! جیسے وزیراعظم صاحب کا ہم تب شکریہ ادا کریں گے جب وہ زرعی قرضے معاف کریں گے اُنکا notification یہاں معزز ارکان اِس اسمبلی میں لہرائیں، ہم ضرور شکریہ ادا کریں گے اُسکا۔ میڈم اسپیکر! مشرف دور سے آج 2021ء تک بلوچستان میں جتنی بھی خشک سالی آئی floods آئے جو پشتو اور براہوئی میں مَلَخ کہتے ہیں مَلَخ آیا، ٹڈی دِل آیا تو میرے کہنے کا مقصد ہے ہمارے زمیندار بہت غریب ہیں بہت poor ہیں اُنکے لئے یہ package میں سمجھتا ہوں میرے دوست کل کے اپنی قرارداد میں اِس کو جگہ بھی دیں تاکہ ہمارے جو زمیندار ہیں پہلے تو اُنکے لئے بجلی نہیں ہے پھر دوسری طرف سے جو سندھ اور پنجاب جو ہمارے IRSA(Indus River System Authority) کی مد میں ہمیں پانی ملتا ہے وہ بھی چوری ہوجاتا ہے ہمارے جو زمیندار ہیں ہمارے نصیر آباد کے **میڈم چیئرپرسن:**! اُن تک پانی نہیں پہنچتا ہے۔ کل بھی ایک video چل رہی ہے facebook پر جو میری نظروں سے گزرا پینے کا پانی بھی ہمارے جو چینلز ہیں، اُن میں نہیں تھا جو نصیر آباد سے یا green belt سے ہمارے تعلق رکھتے ہیں یا جو واقفیت رکھتے ہیں اُنکو بہتر معلوم ہے۔ میر صاحب ہیں جمالی صاحب ہیں بیٹھے ہوئے ہیں تو اُنکو پتہ ہے کہ ہمارے جو اِس season میں پینے کا پانی بھی ناپید ہے۔ مزے کی بات ہے **میڈم چیئرپرسن:**! جب IRSA کی میٹنگ ہوتی ہے تو بلوچستان کے نمائندے کو نہیں بلایا جاتا۔ ہم یہ بھی شکریہ ادا کرتے ہیں اپنے وزیراعظم صاحب کا جو ہم ایک پاکستان کے اکائی ہیں بلوچستان، اُس کے نمائندے کو جو meeting ہوتی ہے اعلیٰ سطح کا IRSA کا اُس میں نہیں بلایا جاتا تو ہم اِس کا بھی شکریہ ادا کرتے ہیں اُس کو نہیں بلایا۔ میڈم! نصیر آباد ہو ژوب ہو، قلات ہے جو بھی علاقہ ہو بلوچستان میں خصوصاً نصیر آباد کے ہمارے جتنے بھی زمیندار ہیں زرعی belt کے آفیسران اُنکے جو زرعی قرضے ہیں میڈم! اُنکی زمینیں اُنکے ساتھ گروی رکھی ہوئی

ہیں۔ اگر یہ قرضے معاف نہیں ہونگے تو چھوٹے زمیندار سے لیکر بڑے زمیندار تک اُنکے جائیداد و bankوالے ضبط کرتے ہیں تو مَیں یہ چاہتا ہوں کہ کل کے اِس سپاسنامہ میں۔۔۔(مداخلت)۔تو وہ کل کے اپنے اِس سپاسنامہ میں اِس شق کو ضرور add کریں تا کہ ہمارے اُن زمینداروں یا ہماری جو بجلی ہے اور بلوچستان کے اوپر جو 55ارب روپے ہیں۔ اِس صوبے پر WAPDAکے تو اُس کو بھی اگر خصوصی packageکے تحت اپنی کل کی speechمیں وزیراعظم صاحب نے کہا کہ subsidy کی مد میں جو واپڈا کے بلوچستان کے اوپر ہے وہ بھی ایک packageکے throughاُنکو معاف کریں یا اُنکے وہ پیسے جمع کریں۔تو مَیں اِس قرارداد کی بھر پور حمایت کرتا ہوں۔مَیں شکریہ کے الفاظ اِس طریقہ سے ادا کروں گا میڈم اسپیکر! شکریہ ادا کرتا ہوں وزیراعظم کا جو ہمارا چمن borderاُنہوں نے بند کیا۔اُس کے علاوہ آپ آجائیں نوشکی کا بارڈر اُنہوں نے بند کیا اُس سے آگے آجائیں تفتان بند کیا اُس سے آگے آجائیں پنجگور بند کیا۔تو ہم ایسے ہی شکریہ ادا کریں کہ آپ اِس کو کھول دو۔اگر اِس گرمی میں اِن لوگوں کے لئے ایران سے پانی آتا ہے میڈم! اگر وہ پانی آج میرے خیال 50 ہے یا 52 ڈگری ہے وہاں جو گرمی ہے آج میں احسان شاہ صاحب کے ساتھ بیٹھا تھا کہہ رہے تھے کہ میں کل پرسوں آیا تو 50 تھا تو آپ اندازہ لگائیں اِس گرمی میں اُن لوگوں کیلئے پینے کا پانی بھی نہیں ہے اگر بجلی نہ ہو ٹھنڈا پانی نہ ہو تو ہم اُس شکریہ کو کیا کریں؟ تو مَیں انہی الفاظ کے ساتھ آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے timeدیا۔وزیراعظم کل دو تین package کا اعلان کریں زمینداروں کیلئے زرعی قرضے کیلئے۔

میڈم چیئرپرسن: thank you احمد نواز بلوچ صاحب۔مبین خان خلجی صاحب kindlyوقت دیکھ لیجئے گا آگے بھی کارروائی بہت زیادہ ہے۔

جناب محمد مبین خان خلجی (پارلیمانی سیکرٹری برائے انرجی): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب چیئرپرسن صاحبہ آپ کا بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے timeدیا اور خاص طور پر بلوچستان کی مفاد پر قرارداد لے کر آئے ہیں میرے دوست۔میں اس میں آپ کو کچھ بتانا چاہوں گا کہ اگر خیبر پختونخوا میں یہ notificationہوا ہے تو اُس کے اُوپر پوری خیبر پختونخوا گورنمنٹ نے ایک finance ministerکے throughاور پھر CMکے through اس کا caseبنا کے وہ وزیراعظم تک پہنچایا گیا ہے کہ جی ہماری یہ قرضے معاف کئے جائیں۔ایسا نہیں ہوتا کہ آپ notificationلے کے آتے ہیں اُس کے پیچھے اُس کی خواری نہیں دیکھتے ہیں۔اب اگر ہماری گورنمنٹ بھی یہاں سے case move کرے بلوچستان کا مشترکہ قرارداد ہے اُسی کے اُوپر آپ

case move کریں کہ اتنے عرصے کا جیسے آپ نے خیبر پختونخوا کا معاف کیا ہے تو اس کو بھی آپ جو ہے معاف کریں۔اور دوسرا میں آپ کو بات بتانا چاہوں جناب چیئر پرسن صاحبہ کہ ہمارے جو بلوچستان کا پانی کا جو ایک بہت بڑا مسئلہ ہے اور جس کے اُوپر نادر مگسی صاحب نے سندھ اسمبلی کے اندر speech کی ہے وہ میرے خیال میں باقاعدہ پیپلز پارٹی کی گورنمنٹ کی ہے اور اُنہوں نے یہ کہا ہے کہ ہمارا پانی جو ہے سندھ گورنمنٹ نہیں دے رہا۔پنجاب کی بات نہیں کی ہے سندھ گورنمنٹ نہیں دے رہی ہے۔اب مجھے حیرت ہوتی ہے کہ نصر اللہ زیرے صاحب یا اور ممبران اِدھر بیٹھ کے بلاول کو ناراض نہیں کرنا چاہتے ،کوئی مریم نواز کو ناراض نہیں کرنا چاہتا ،کوئی مولانا صاحب کو ناراض نہیں کرنا چاہتا،لیکن مسئلہ یہ ہے کہ اس وقت پنجاب گورنمنٹ بلوچستان کے ساتھ ناجائز نہیں کر رہی ،اس time جو پانی بلوچستان کا چوری کر رہا ہے وہ سندھ گورنمنٹ کر رہا ہے۔جیسے ہمارے دوست نے کہا کہ یہ پانی جو ہے اس time ہمارا ہے اُس کے لیے بھی ایک قرارداد میں اس کو ڈالا جائے کہ سندھ گورنمنٹ بلوچستان کے ساتھ ناجائز کر رہا ہے۔اور میں آپ کو بتانا چاہوں کہ کچھی کینال کا جو مسئلہ ہے،کچھی کینال کا میرے سے وہ اُنہوں نے اسلام آباد سے رابطہ بھی کیا ہے دوستوں نے جس کا ٹینڈر واپڈا نے کر دیا ہے باقاعدہ ٹھیکیدار کو contract بھی مل گیا ہے۔انشاءاللہ کچھی کینال کا ساڑھے ساتھ سے آٹھ ارب روپے کا پروجیکٹ ہے جو آپ کا start ہونے لگا ہے۔اگر بلوچستان کے مسائل ہیں وہ ہم کہتے ہیں کہ بہت بڑے مسائل ہیں، ہر field میں اُس کے مسائل بہت بڑے مسائل ہیں۔مگر ہمارے جو عمران خان صاحب ہیں اُنہوں نے ہر طرح کی توجہ بلوچستان کو دی ہے ہم تعصب سے ہٹ کے ایک پارٹی سے ہٹ کے اگر آج ژوب روڈ کا کام start ہوا ہے تو اس روڈ پر جانے والے لوگوں کو یہ غم نہیں ہے کہ یہ اپوزیشن کی روڈ ہے یا گورنمنٹ کی۔آج بلوچستان کے لوگوں کو ایک سہولت مل رہی ہے۔آج لوگوں کو یہ خوشی ہو رہی ہے کہ یہ روڈ ز بن رہے ہیں۔آج نور محمد دمڑ کے علاقے میں اگر گل خان صاحب آ رہے ہیں یا اُنہوں نے زیارت کراس کا سنجاوی روڈ کا ہرنائی روڈ کا افتتاح کیا ہے تو اس میں بلوچستان کا ایک بہت بڑا فائدہ ہے اور عوام کو ملنا چاہیے۔اور میں آپ کو بتاؤں کہ جیسے آپ نے بجلی کا کہا کل یقین کریں کہ اگر میری ملاقات ہوئی جس طریقے سے ہمارے بجلی کے مسئلے ہیں تو میں یہ اُن کو request ضرور کروں گا کہ اگر آپ مہربانی کریں کہ فیڈرل منسٹر صاحب کو آپ بھجوا دیں تاکہ وہ ہمارے بلوچستان کے گورنمنٹ کے اور اپوزیشن کے ممبران کے ساتھ بیٹھ کے جو اُن کے مسائل ہیں گلے شکوے ہیں اُن کو دور کیا جائے۔تو یہ مشترکہ طور پر جو قرارداد آئی ہے اس کی میں حمایت کرتا ہوں اور کل خان صاحب سے اگر بات ہوئی تو اس حوالے سے میں یہ بات ضرور کروں گا۔

میڈم چیئرپرسن: شکریہ مبین صاحب۔اس قرارداد کو House کی یعنی مشترکہ قرارداد ہم۔آگے کارروائی بہت زیادہ ہے پھر آپ کو موقع دینگے۔جی مولانا صاحب آپ تھوڑا سا مختصر کیجیے گا۔

سیّد عزیز اللہ آغا: میڈم چیئرپرسن! ابھی تک جتنے لوگوں نے قرارداد پر بات کی ہے کسی سے یہ نہیں کہا گیا کہ آپ مختصر کیجیے، میں بھی مختصر نہیں کروں گا۔اور چونکہ خلجی صاحب نے اپنے اظہار خیال کے دوران مولانا صاحب کا نام لیا ہے، میں سمجھتا ہوں کہ مولانا صاحب کا نام لیتے وقت بہت زیادہ احتیاط برتنی چاہیے، مولانا صاحب اس وقت پاکستان نہیں بلکہ پورے دُنیا کے عظیم ترین رہنما ہیں۔مولانا فضل الرحمٰن صاحب اس وقت پوری قوم کی اُمیدوں کا مرکز ہے۔دیکھیں جب آپ سیاسی بات کریں گے جب آپ کہیں گے کہ کوئی مولانا فضل الرحمٰن صاحب کو ناراض کرنا چاہتا ہے، جب آپ کہیں گے کہ کوئی محمود خان اچکزئی صاحب کو ناراض نہیں کرنا چاہتا، جب آپ یہ کہیں گے کہ کوئی مریم نواز صاحبہ کو ناراض نہیں کرنا چاہتا تو پھر یہ ہمارا حق بنتا ہے کہ ہم مولانا صاحب کو defend کریں یہ ہمارا حق بنتا ہے۔یہ ہمارا حق بنتا ہے کہ ہم محمودا چکزئی کو defend کریں تو ہمارا حق بنتا ہے کہ ہم مریم صاحبہ کو defend کریں۔یہاں بات کریں گے تو equally بات ہوگی مساوی طور پر بات ہوگی۔یہاں بات اگر آپ قرارداد تک محدود رکھتے تو شاید یہ نوبت نہ آتی۔مگر چونکہ آپ حدود کو پلانگ چکے ہیں اس لیے ہمیں حق پہنچتا ہے کہ ہم اسمبلی کی فلور پر قرارداد پر بھی بات کریں اور ہماری جو قائدین ہیں ہم اُن کو دفاع کرنے کا، اُنہیں حفاظت فراہم کرنے کا، اُنہیں respect فراہم کرنے کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دینگے۔میں سمجھتا ہوں کہ اگر آج آپ عمران خان کے بارے میں کوئی بات برداشت نہیں کرسکتے جس کے UTurns کے حوالے سے پوری قوم آگاہ ہے۔تو ہم اپنے قائدین کے بارے میں اس انداز میں بات کرنے کو پسند نہیں کریں گے۔مولانا فضل الرحمٰن صاحب کے نام کو لیتے وقت بہت احتیاط برتنی چاہیے۔کیوں کہ مولانا فضل الرحمٰن صاحب ہمارے دلوں میں بستے ہیں اور جو لوگ دلوں میں بستے ہیں، جو لوگ دلوں پر حکمرانی کرتے ہیں، پھر لوگ اُن کے دفاع کے لیے کسی بھی حد تک جاسکتے ہیں۔بے شک آپ کو عمران خان کے بارے میں احساس ہے ہم سمجھتے ہیں ہم عمران خان کی اُس انداز میں insult نہیں کرینگے جس سے توہین کا وہ پہلو نکلتا ہو۔ لیکن اپنے قائد محترم جو پورے عالم اسلام کا مرکز ہے، جو پورے عالم اسلام کے اُمیدوں کا مرکز ہے اُس کے لیے سر کٹوانہ اعزاز سمجھتے ہیں۔لہذا اس لیے اس بات کو ملحوظ خاطر رکھیے کہ مولانا صاحب کے شیدائی موجود ہیں۔محمود خان اچکزئی کے شیدائی موجود ہیں اختر جان مینگل کے شیدائی موجود ہیں۔

میڈم چیئرپرسن: مبین صاحب please order in the House

پارلیمنٹری سیکرٹری برائے محکمہ کیوڈی اے: آپ اسپیکر کو direction دے رہے ہیں کہ آپ مجھے زیادہ بات نہیں کرنے دیتے۔

میڈم چیئر پرسن: order in the House. مبین صاحب اُس کو بات کرنے دیں، شاہ صاحب۔

پارلیمنٹری سیکرٹری برائے محکمہ کیوڈی اے: 15 سال آپ کی گورنمنٹ رہی ہے آپ نے بلوچستان کے لیے کون سا کام کیا ہے

میڈم چیئر پرسن: مبین صاحب please order in the house

سیّد عزیز اللہ آغا: آپ ان کو خاموش کرائیں ہم لوگ بہت تحمل کے ساتھ ان کی بات سنی، ہم نے صبر کے ساتھ ان کی بات سنی۔ اگر ان میں بات سننے کی سکت نہیں ہے اگر ان میں برداشت کا مادہ نہیں ہے۔

میڈم چیئر پرسن: آغا صاحب میرے خیال میں قرارداد کی طرف آجاتے ہیں اور اُن کی بات صحیح ہے کہ ہمیں کسی کی۔

سیّد عزیز اللہ آغا: فضل الرحمٰن صاحب اس وقت پورے دنیا کا اس وقت عالم اسلام کا ہیرو ہے فضل الرحمٰن صاحب اس وقت پوری دنیا کا ہیرو ہے اس لیے ہم سمجھتے ہیں ۔کہ اگر آپ اسی انداز میں اپنے سیاسی career کو cash کرنا چاہتے ہیں تو ہم آپ کو اجازت نہیں دینگے۔آپ cash نہیں کرواسکتے اس لیے۔

میڈم چیئر پرسن: جی آغا صاحب بہت بہت شکریہ جمالی صاحب کو ابھی ہم floor دیتے ہیں بہت بہت شکریہ آپ کی بات پہنچ گئی ہے۔آغا صاحب time کیونکہ ہمارے آگے بہت زیادہ business تو اس لیے۔جی۔

میر جان محمد خان جمالی: میڈم چیئر پرسن آپ مہربانی کرکے house سے رائے لے لیں۔انہوں نے تقاریر کرلیں جمعیت نے بھی support کرلیا ہے۔BNP مینگل نے بھی support کیا ہے آپ قرارداد پاس کریں۔

میڈم چیئر پرسن: بالکل اس مشترکہ قرارداد کو ہم House کی مشترکہ porperty اس وقت ہم کرلیتے ہیں۔اور اس کو ایک مشترکہ قرارداد کی صورت دیتے ہیں۔

میڈم چیئر پرسن: آیا مشترکہ قرارداد نمبر 113 منظور کی جائے؟

میڈم چیئر پرسن: لہذا قرارداد نمبر 113 منظور ہوئی۔

میر جان محمد خان جمالی: اس قرارداد leader of the house, leader of the

opposition ہر پارٹی کے جو پارلیمانی لیڈر رہے اُس کو ساتھ لے ہم اُن کی خدمت میں جائینگے تو چلے اسلام آباد میں اس کے لیے تیاری کر کے جائیں۔

میڈم چیئرپرسن: ابھی ہم وقفہ سوالات کی طرف آتے ہیں۔ جناب زابد علی ریکی صاحب اپنا سوال نمبر 323 دریافت کریں۔

میڈم چیئرپرسن: سوال نمبر 323 زابد علی ریکی صاحب کا ہے، چونکہ وزیر جنگلات بھی نہیں ہے اور محکمہ آبپاشی کے بھی وزیر یہاں موجود نہیں ہیں۔ لہٰذا ہم ان سوالات کو مؤخر کر کے next session کے لیے ڈیفر کیئے جاتے ہیں۔

میڈم چیئرپرسن: جی مٹھا خان صاحب۔

جناب مٹھا خان کاکڑ: (مشیر برائے وزیر اعلیٰ محکمہ لائیو اسٹاک وڈیری ڈویلپمنٹ وماحولیات): بڑی مہربانی میڈم۔ بسم اللہ الرَّحمٰن الرَّحیم۔ میڈم! سب سے پہلے تو جو عوام بات کر رہا ہے کہ ہمارے بلوچستان میں خشک سالی ہے بارش نہیں ہے تو ہمیں سوچنا چاہئے کہ بارش کیوں نہیں ہے بارش تو اس لیے نہیں ہے کہ جتنے ہمارے جنگلات تھے وہ ختم ہو گئے۔ اگر جنگلات نہ ہو تو آپ کو پتہ ہے اُدھر بارش نہیں ہوتی ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ہمارے بلوچستان میں اربوں کے پیسے لگتے ہیں کوئی یہ آج تک نہیں کہا کہ ہمارے جو بلوچستان کا گیس ہے بلوچستان کے کچھ ایسے اضلاع ہیں کہ وہاں آسانی کے ساتھ گیس جا سکتا ہے اور وہ گیس سے اچھا خاصہ revenue بھی حاصل ہو سکتا ہے۔ لیکن اگر وہاں گیس چلا جائے تو ہمارے بقایا جنگلات وہ بچ جائینگے۔ ہمارے ژوب میں آپ کو پتہ ہے کہ olive کے 15,20 لاکھ trees اس وقت موجود ہیں۔ وہاں گیس نہیں ہے گیس نہ ہونے کی وجہ سے وہ جنگلات ابھی کاٹنا شروع ہوئے ہیں۔ اگر یہ جنگلات بھی ختم ہو جائیں، میں نے خان صاحب کو بتایا بھی ہے کہ ہمارے بلوچستان میں صرف واحد یہ جنگلات ہیں یہاں جو زیارت میں ہے اور ژوب میں ہیں۔ اگر یہ جنگلات بھی چلے جائیں تو ہمارے جنگلات ختم ہو جائیں تو پھر بارشیں کہاں سے آئیگی۔ خشک علاقوں میں تو آپ کو پتہ ہے جیسے چاغی ہے چاغی میں تو بارش کدھر ہوتا ہے اس لیے بارش نہیں ہوتا ہے وہاں جنگلات نہیں ہیں ہم جناب عمران خان سے پرزور درخواست کرتے ہیں کہ جناب آپ نے بلوچستان پر رحم کیا ہے 5,6 مرتبہ کوئٹہ آئے یہ واحد وزیر اعظم ہے کہ 5,6 مرتبہ تین سال میں وہ بلوچستان آئیے ہیں۔ اگر آپ لوگوں کی آنکھوں میں بھوک زیادہ ہے تو آپ لوگوں کی بھوک اللہ بجھائے گا۔ لیکن عمران خان نے 6 سو ارب کا اعلان کیا۔ الحمد اللہ میرا خیال ہے کہ اس دفعہ انشاء اللہ نادرن بلوچستان کے لیے بھی عمران خان اعلان کرینگے۔ اور میں پرزور اپیل کرتا

ہوں بلوچستان جدھر گیس آسانی سے دستیاب ہے اُن علاقوں کو عمران سے میں درخواست کرتا ہوں کہ اُن کو گیس دیں۔ بڑی مہربانی میڈم اللہ آپ کو آباد رکھے۔ شکریہ

میڈم چیئرپرسن: thank you جی۔ جناب مُکھی شام لعل!

جناب مکھی شام لعل: میڈم چیئرپرسن مجھے افسوس کے ساتھ آج کہنا پڑتا ہے کہ وڈھ میں ہندو برادری کا ایک نوجوان تاجر جس کو دکان میں گھس کر بری طرح گولیاں مار کر قتل کیا گیا ہے۔ مجھے سمجھ میں نہیں آتا یہ گورنمنٹ ہمارے منسٹر صاحب ہمیشہ کھڑے ہو کر کہتے ہیں۔ کہ یہ سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا ہم تحقیقات کر رہے ہیں ہم یہ کر رہے ہیں اس سے پہلے بھی ایک نانک رام کو مارا گیا اُس کو بھی قتل کیا گیا جس کا آج تک کوئی دادرسی نہیں ہوئی۔ اگر یہ اس طرح ہمارے لوگ مارے جائینگے کاروباری لوگ ہیں غریب لوگ ہیں ان کی کوئی مطلب سیکورٹی نہیں ہے وہاں تو کیا بنے گا تو ہم آئے روز تسلیوں سے کام چلاتے رہیں گے کہ بھئی ٹھیک ہے سب ٹھیک ہو جائے گا۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ بلوچستان گورنمنٹ بری طرح امن وامان قائم کرنے میں ناکام ہو چکی ہے۔ لہٰذا گورنمنٹ کو سختی سے اس پر عمل کرنا چاہیے سخت decision لینا چاہیے۔ یہ ہندو برادری کا اس طرح سرعام قتل ہو رہا ہے اگر یہ اس طرح ہوتا رہا تو میں نہیں سمجھتا ہوں کہ وڈھ میں یہ جو چند گھرانے ہیں ہمارے ہندو برادری کے وہ وہاں سکون سے رہ سکیں گے۔ اگر گورنمنٹ ان کو defend نہیں کر سکتی ہے گورنمنٹ ان کے لیے سیکورٹی فراہم نہیں کر سکتی ہے تو بہتر ان کو کہیں اور shift کر دیں۔ تو میں سمجھتا ہوں ایک چھوٹا علاقہ وڈھ اتنا بڑا علاقہ نہیں ہے پھر چھوٹے علاقے میں بھی امن قائم نہیں ہے تو کہاں ہوگا تو مہربانی کر کے اس کی میں پرزور مذمت کرتا ہوں اس پر action لیا جائے اُن کی قاتل گرفتار کئے جائیں۔ بڑی مہربانی۔

میڈم چیئرپرسن: مُکھی شام لعل! اس سے پہلے ہی میرے خیال ضیاء صاحب وزیر داخلہ صاحب اس پر بات کر چکے ہیں۔

جناب مکھی شام لعل: میڈم! اُس نے بات تو کی تھی میرا minority کا بندہ تھا میں باہر تھا جب ضیاء صاحب بات کر رہا تھا تو میرا right بنتا ہے میں اس بات کو اُجاگر کروں۔

میڈم چیئرپرسن: thank you جی یونس عزیز زہری صاحب!

میر یونس عزیز زہری: شکریہ **میڈم چیئرپرسن** میں موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ہمارے وزیر موصوف محکمہ کھیل وہ تشریف فرما ہیں۔ میں نے بارہا اس کے آفس بھی گیا ہوں اور اس کو میں خضدار میں جو فٹبال اسٹیڈیم ہے میر غوث بخش بزنجو کے نام سے، اس کی گراسی کیلئے میں نے ان سے ریکویسٹ کی ہے کہ خضدار جو ہے نہ

ڈویژن ہیڈ کوارٹر بھی ہے اور خضدار میں وہاں فٹ بال کے علاوہ بھی تمام events اس اسٹیڈیم میں ہو رہے ہیں۔ اب **میڈم چیئر پرسن**:! ایک شرمندگی کی بات ہمارے لئے جو میں as نمائندہ خضدار کا میرے لئے شرمندگی کی بات ہے اگر کوئی اس کو شرمندگی میں لے یا نہ لے، کیونکہ خضدار کے بازار میں اس گراؤنڈ کے گراسی کیلئے باقاعدہ جھولی پھیلا کے چندے کیے گئے۔ تو یہ خود میں نے دیکھا اور وہ پلیئر خود آ کے چندہ ایک جھولی پکڑا ہوا تھا کہ جی ہم اس اسٹیڈیم کے گراسی کیلئے اور اس اسٹیڈیم کے پانی کیلئے ہم جو ہے نہ وہاں پر چندہ کر رہے ہیں۔ بخدا یہ اگر آپ کہے تو یہ میرے موبائل میں ہے میں آپ کو روانہ کر دونگا کہ خضدار کے کھیل کو بچاؤ، خضدار گراؤنڈ کو بچاؤ اس کیلئے چندہ باقاعدگی سے چندہ کر رہے تھے میں نے بارہا وزیر صاحب کو بتایا، وزیر صاحب نے ایک دفعہ مجھے کہا کہ درخواست لکھ لیں، وزیر صاحب سن لیں۔ انہوں نے مجھے اپنے آفس بلایا میں ان کے آفس گیا میں نے باقاعدہ written میں ان کو لکھ کے دیدیا۔ انہوں نے مجھے کہا کہ بس ابھی جلدی ہو جائیگا۔ اس بات کو بھی میرے خیال میں سال گزر گیا تو یہ چندے والے ابھی ہم کیا کریں۔ ہمیں تو شرمندگی ہو رہی ہے۔ اگر کوئی اور شرمندہ ہو نہیں ہو تو ہمیں آپ تھوڑی سی رولنگ دیدیں۔ خضدار اسٹیڈیم کو دیکھا جائے کہ اسپورٹس کے فنڈز کہاں جا رہے ہیں کس کی جیبوں میں جا رہے ہیں؟۔ خضدار میں ایک کھلاڑی کو ایک روپیہ بھی نہیں دیا گیا ہے اور گراؤنڈ کا یہ حال ہے گراونڈ سب کا ہے ہمارے نوجوان کھیلتے ہیں اگر آپ اس پر کسی کو روانہ کردیں۔ وزیر کھیل صاحب خود آ جائیں۔ میں نے بارہا ان کو کہا ہے۔ بخدا **میڈم چیئر پرسن**:! جھولی اُٹھا کے لوگ چندہ کر رہے ہیں۔ اس سے زیادہ اور شرمندگی کی بات کیا ہو سکتی ہے۔ شکریہ۔

میڈم چیئر پرسن: عبدالخالق ہزارہ صاحب! پلیز آپ اس کو ذرا دیکھ لیں۔

جناب عبدالخالق ہزارہ (وزیر محکمہ کھیل وثقافت): بسم اللہ الرَّحمٰن الرَّحیم۔ میرے دوست مجھے یاد نہیں ہے ایک مرتبہ میرے نوٹس میں لایا تھا خضدار کے حوالے سے، لیکن ملا چوٹک جو ایک سیاحتی ایریا ہے، بہت خوبصورت ہے اس حوالے سے انہوں نے مجھے دو تین مرتبہ دعوت دیا تھا۔ یعنی ایک چیز تو بالکل طے شدہ ہے کہ شاید بلوچستان کے تاریخ میں اتنے events جو بڑے بڑے events سترہ سال کے بعد آل پاکستان فٹبال ٹورنامنٹ ہوا جو ہزاروں کی تعداد میں لوگوں نے یہاں ایوب اسٹیڈیم میں دیکھا۔ پورے کوئٹہ شہر میں کھیلا گیا۔ پہلی مرتبہ سترہ سال کے بعد جو ہے اسپورٹس آپ دیکھ رہے ہیں۔ ہاکی کا ٹورنامنٹ ہوا ہاکی کے شائقین آئے تھے یہ کبھی اس سے پہلے نہیں ہوا۔ سترہ سال کے بعد جو ہے بڑے ایونٹس، وہ شو کا ایک نیشنل ایونٹس ابھی ہونے جا رہا ہے جس میں سارے پاکستان سے سارے ملک سے جو ہے ڈیپارٹمنٹ سے جو ہے میل، فیمیل آپ

دیکھیں گے اس میں، 2019 میں بھی ہوا تھا۔ کراٹے کے حوالے سے بھی اسی طرح ایونٹس ہے اور ساتھ ہی ساتھ جو ہے ابھی اس سال جو ہے انشاءاللہ وتعالی ہر ڈسٹرکٹ میں ہم نے رکھا ہوا ہے۔ already پچھلے سال جو ہے ہر ڈسٹرکٹ میں دو یا تین اس میں ہم نے رکھے ہوئے تھے۔ اور ساتھ ہی ساتھ ایک انٹرنیشنل لیول کا جو ہے اسپورٹس کمپلکس بنانے جارہے ہیں کم ازکم اس کو appreciate تو کرنا چاہیے کہ اس صوبائی حکومت نے اسپورٹس ڈیپارٹمنٹ نے اتنا irrespective کہ بھئی آپ کس ڈسٹرکٹ سے ہیں۔ وہاں پر یہ پہلی مرتبہ رکھا گیا ہے، ہم یہ نہیں چاہتے ہیں کہ وہاں پر کام نہ ہو، کام صرف یہاں پر بعض ساتھی لوگ کہتے ہیں کہ کوئٹہ میں ہو جائے۔ علمدار روڈ، مری آباد میں کوئی اسٹیڈیم نہیں رکھا گیا ہے۔ ہزارہ ٹاؤن میں کوئی بڑا اسٹیڈیم نہیں ہے۔ ہم انہی ٹائپ کا اس میں پہلے سے جو موجود ہے وہی کام کررہے ہیں جو پرائیویٹ لیول پر بھی کررہے ہیں۔ میں اپنے دوست کو یقین دلاتا ہوں کہ انشاءاللہ وتعالیٰ اس حوالے سے اگر آپ نے لکھا ہے اس میں میری کمزوری رہی ہے۔ اس پر بھی میں کہتا ہوں کہ بھئی ہوسکتا ہے بہت بڑا صوبہ ہے ہم کہتے ہیں کہ بھئی یہاں پر اسپورٹس کمپلکس بن رہے ہیں تو بس صحیح ہے یہ سب چیزوں کو کوور کردیگا۔ ایک اور چیز بھی بتادوں یہ ہمارے کمیونٹی کے اوپر بھی ہے۔ ابھی حال ہی میں جو آل ہزارہ ٹورنامنٹ کھیلا گیا میں چیلنج سے کہتا ہوں وہ تماشائی آپ دیکھ لیں بیس ہزار کے قریب تماشائی اس رات کو جو ہے مطلب وہ دیکھ رہے تھے۔ مگر اُس اسٹیڈیم کو بنانے میں اسپورٹس ڈیپارٹمنٹ، مَیں خود پوچھتا ہوں کہ اسپورٹس ڈیپارٹمنٹ کا دس ہزار روپے کا کام ہے یا نہیں، نہیں ہے۔ جو گراسی لگایا ہے وہ کمیونٹی کے لوگوں نے خود لگایا ہوا ہے۔ میں اپنے تنخواہ سے پیسے دیکر وہاں پر کوئی جاب نہیں ہے۔ کوئی چوکیدار کوئی مالی نہیں ہے۔ لیکن ان سے اللہ تعالی آپ باور کرلیں، یونس جان! آپ باوَر کرلیں کہ پہلے کی بہ نسبت as compared to the past میں یہ بھی چیلنج کرونگا۔ پورے ملک میں بھی چیلنج کرونگا۔ کورونا کے بعد جو ہے جتنے بڑے ایونٹس، جتنے زیادہ ایونٹس اسپورٹس کے سارے بلوچستان کے ڈسٹرکٹس میں ہوئے۔ آپ آجائیں، میں آپ کے ڈسٹرکٹ کے اسپورٹس آفیسر ہے میں نے ان کو پیسے دیے ہیں۔ انشاءاللہ ناانصافی نہیں ہوگی۔

میڈم چیئرپرسن: thank you عبدالخالق ہزارہ صاحب۔

میر یونس عزیز زہری: میڈم چیئرپرسن! میں شکریہ ادا کرتا ہوں عبدالخالق صاحب جوانہوں نے نوٹس لے لیا۔ اللہ کرے کہ، لیکن یہ ہے کہ خضدار میں میں آپ کو کہوں کہ آپ نے ایک ایونٹس بھی نہیں کیا ہے اور کوئی کام بھی نہیں ہوا ہے۔ آپ کے اسپورٹس کے ابھی بھی 32 بندے وہاں ہیں۔ اور ایک بندہ بھی ان کا نظر نہیں آرہا ہے

وہاں میں نے ان کے اسپورٹس آفیسر کو کہا کہ جی آفس میں آپ کو دے دیتا ہوں۔آپ اپنا آفس تو کم سے کم کھول دیں۔ وہ بندہ بھی نہیں آرہا ہے۔اور اس گراؤنڈ پر کم سے کم اٹھارہ بندے تنخواہ لے رہے ہیں جس گراونڈ کی میں بات کررہا ہوں۔خالق صاحب آپ نوٹ کرلیں بالکل اس کو،اٹھارہ بندے اس گراؤنڈ کے لئے تنخواہ لے رہے ہیں اور بخدا میں حلفیہ کہتا ہوں یہ آج آپ کے سامنے لڑکوں نے خود پلیئرز نے خود لاکے ہر ایک نے کئی سے کوئی کراسی اٹھاکے لاکے لگادیا اور شرمندگی مجھے اٹھانا پڑا۔اور مجھے انہوں نے دعوت دیدیا'' کہ ہم کراسی لگارہے ہیں آپ آجاؤ آپ افتتاح کرلو'۔ مجھے کہتے ہیں'' کہ جی آپ نمائندہ ہو آپ کچھ نہیں کرسکتے ہم کراسی لگارہے ہیں اور آپ آکے افتتاح کردو'۔ یہ حال ہے عبدالخالق صاحب،خدا کو مانو میں آپ کے آفس میں آیا۔میں نے آپ کو لکھ کے written میں دیدیا۔آپ نے کہا آپ written میں مجھے دیدیں میں نے دیدیا۔خدارا اس طرح نہیں کرو۔

میڈم چیئر پرسن: جی عبدالخالق ہزارہ صاحب۔

وزیر محکمہ کھیل وثقافت: یونس بھائی میں کوئی انکاری نہیں ہو۔انشاءاللہ وتعالیٰ آپ دیکھیں گے جس طرح میں آپ کے سامنے اس فلور پر بول رہا ہوں اس فلور پر غلط بیانی کرنا بھی غلط بات ہے۔یہاں پر انشاءاللہ وتعالیٰ۔

میڈ چیئر پرسن: جی شکریہ۔ملک نصیر شاہوانی صاحب۔

ملک نصیر احمد شاہوانی: محترمہ! شکریہ میڈم چیئر پرسن صاحبہ۔میڈم میں آپ کی توجہ گزشتہ سال جو کوئٹہ کے چار یونین کونسل میٹروپولیٹن میں شامل کئے گئے تھے اور اُن کی صفائی کی طرف مبذول کروانا چاہتا ہوں۔میڈم چیئر پرسن صاحبہ! ڈیڑھ سال قبل کوئٹہ کے چار یونین کونسل جس میں کیچی بیگ،شادیزئی،بلیلی اور کچلاک شامل تھے جن کو باقاعدہ تین یونین کونسل کو میٹروپولیٹن میں شامل کیا گیا۔اور ایک کو علیحدہ ایک کو ٹاؤن کا درجہ دیا گیا۔ لیکن اس دن سے لیکر آج تک جب منسٹر بھوتانی صاحب اُس وقت وزیر بلدیات تھے تو کچھ انہوں نے کوشش کی اور باقاعدہ ایک سمری بنائی۔اور پھر اس سمری کو انہوں نے وزیراعلیٰ کو بھیجا کہ اُن علاقوں کی صفائی کیلئے اور نئے اسٹاف صفائی کے عملے کی بھرتی کیلئے۔لیکن آج تک ان علاقوں کی وہ سمری approve نہیں ہوسکی۔اور آج ہمارے علاقے جو ہیں میڈم میٹروپولیٹن میں شامل ہونے کے باوجود جو ہے کچرے کے ڈیر بنے ہوئے ہیں اور لوگ میرے خیال میں وزیراعلی کا شکریہ کیونکہ وہ اکثر سریاب دورہ تو کرتے ہیں خالی مین سریاب روڈ سے ہوکر وہ ہزار گنجی کے پر فضاء مقام پر پہنچ جاتے ہیں اور وہاں بجی کا اہتمام ہوتا ہے اور اس کے بعد واپس دو چار جگہوں پر تصویر کھینچوا کر واپس اپنے سی ایم ہاؤس پہنچ جاتا ہے لیکن آج تک انہوں نے سریاب اور اس کے جو اندرونی علاقہ

ہے کبھی انہوں نے وہ کچرہ خانوں کا کبھی دورہ نہیں کیا، کسی کچرے کے ڈھیر کیساتھ کھڑے ہو کر آج تک اُس نے تصویر نہیں کھنچوائی کہ سریاب کی جو اصل تصویر ہے وہ کچھ یوں ہے بجائے اس کے کہ بار بار اس کی تصویر اکثر سریاب ہی کی طرف سے آتی ہیں تو انہوں نے میرے خیال کل یا پرسوں کے اخبار میں خبر تھی کہ بلوچستان کی اگر آج پی ایس ڈی پی کے چالیس ارب روپے لیپس ہونے جارہے ہیں تو اس کا انہوں نے الزام اپوزیشن پر لگایا ہے کہ انہی کیوجہ سے جو ہے یہ پی ایس ڈی پی کے چالیس ارب روپے لیپس ہونے جارہے ہیں۔ میڈم چیئرپرسن صاحبہ! میں ان کو تجویز دینا چاہتا ہوں کہ آج دس پندرہ دن ہمارے آنے والے بجٹ سے رہ رہے ہیں میں ان کو تجویز دیتا ہوں کہ اگر آج بھی وہ ایمانداری سے خرچ کرنا چاہیے تو یہ چالیس ارب اس کو بہت اچھی طرح بلوچستان پر خرچ کر سکتے ہیں۔لیکن اس کو وہ بالکل اس بلوچستان پر خرچ نہیں کریگا کیونکہ اس سے پہلے بھی انہوں نے 38 ارب روپے لیپس کرائے۔اور اس سے پہلے انہوں نے اسی طرح جو ہے پینتالیس یا سینتالیس ارب روپے لیپس کروائے اور اس کے بعد بھی آنے والے بجٹ میں وہ اتنی رقم لیپس کروائیگا اگر اس کو جو ہے بلوچستان سے اتنی ہمدردی ہے اور اپوزیشن سے میرے خیال میں، اپوزیشن نے تو نشاندہی کی وہ چالیس ارب روپے میں گنوانا چاہتا ہوں کہ کوئٹہ میں اس وقت پانی کا بہت بڑا مسئلہ ہے۔ ایسے ٹیوب ویل ہیں کہ گزشتہ دو سال سے ہم چیخ رہے ہیں، چلاّ رہے ہیں، میرے خیال میں دمڑ صاحب نے ایک یہاں پر ایک اجلاس بھی منعقد کیا، کوئٹہ سے تعلق رکھنے والے جتنے ایم پی ایز ہیں ان کو بلایا۔اگر ان کو مکمل کرتے پانچ چھ ارب روپے کا ان پر خرچ کرتے تو آج کوئٹہ میں جو 80% فیصد ٹینکر مافیا کے رحم وکرم پر ہیں، کم از کم 80% فیصد کوئٹہ کے لوگوں کو پانی مل جاتا۔اور آج بھی میری تجویز ہے کہ ان میں سے چھ، آٹھ ارب روپے نکال کر کے اس پانی پر خرچ کیا جائے۔دوسری یہ ہے کہ ان چار یونین کونسلوں کو اگر آپ نے کوئٹہ کے اندر شامل کر لیا ہے تو ان کے لئے صفائی مشینری اور ان کا عملہ بھرتی کرنے کے لئے پانچ، چھ ارب روپے جو فائل آپ کے ٹیبل پر پڑا تھا بار بار جو ہے آپ نے اس کو واپس کیا۔اور آج تک اس کی approval نہیں دی۔اگر چار ارب روپے ان کو دیدیتے میڈم تو کم از کم کوئٹہ شہر میں اضافی کسی نا کسی حد تک جو ہے صفائی کا مسئلہ بھی حل ہو جاتا۔اگر انہی چالیس ارب روپے میں سے، بار بار کیسکو میڈم چیئرپرسن صاحبہ! بلوچستان کی زمینداروں کی بجلی بار بار کٹ رہی ہے اور میرے خیال میں چار دفعہ بجلی کاٹنے کے بعد آج زمینداروں کے تقریباً پچیس سے تیس ارب روپے کی نقصانات ہو چکے ہے اور وزیر اعلیٰ کے پاس گذشتہ دنوں بھی یہی سمری چلی گئی تھی انہوں نے اس لئے واپس کیا کہ جب تک زمینداروں کے تمام ٹیوب ویل پر آپ میٹر نہیں لگا کر دینگے اس وقت تک ہم آپ کی ادائیگی نہیں کرینگے۔اس کے لئے تو ایک فائیل ہے وہ اس کو

واپس کر کے بھیج دیا جاتا ہے لیکن اس کے برعکس جو وہاں زمینداروں کی بجلی آج بھی ہم کیسکو کے پاس گئے ہماری کمیٹی کے جو چیئر مین ہیں منسٹر ایگریکلچر زمرک خان اچکزئی آج پھر بلوچستان میں زمینداروں کی بجلی چار گھنٹے کر دی گئی۔ اس لئے کہ وزیر اعلیٰ وہ پانچ ارب روپے جو اس اسمبلی فلور پے انہوں نے وعدہ کیا تھا کہ ہم کیسکو کے حوالے کرینگے ان بائیس ارب روپے کے برعکس باقیوں پر حساب کرینگے پانچ ارب روپے صرف ٹوکن کیونکہ ہر حکومت صوبائی حکومت جب اپنا شیئر دیتے تھے دس ارب بارہ ارب گیارہ ارب کچھ پیسے ضرور دیتے لیکن موجودہ وزیر اعلیٰ نے اپنے علاقے میں میں نہیں کہتا ہوں کہ وہاں کہ وہاں پر نہیں دینا چاہیے۔ ساٹھ، ستر کروڑ روپے انہوں نے کے الیکٹرک کو دیدیئے اس علاقے لیکن آج بھی اگر میرے خیال میں بلوچستان پسماندہ ترین علاقوں میں اگر گن لیا جائے تو لسبیلہ کا نمبر دوسرے نمبر پر آجاتا ہے یہ بیس ارب روپے میں نے گنوائے یہ اس کھاتے میں چلا جاتا ہے اگر بیس ارب روپے وہ اپنے علاقے پر خرچ کرتا جس پر اس کی میرے خیال میں وزیر اعلیٰ، اُس کے دادا بھی رہے ہیں اس کا باپ بھی وہاں پر وزیر اعلیٰ رہے ہیں۔ اور خود بھی آج اس منصب پر فائز ہیں، اُس پر بیس ارب روپے خرچ کریں تو اسی طرح یہ چالیس ارب روپے بھی خرچ ہو سکتے ہیں۔ لیکن اُس کی بدنیتی ہے اور یہ blame جو ہے وہ اس لئے اپوزیشن لگانا چاہتا ہے کیونکہ اپوزیشن نے یہ کہا کہ جو انصاف آپ custodian ہے آپ ہاؤس کے custodian اور وزیر اعلیٰ جو ہے وہ پورے صوبے کا custodian ہوتا ہے وہ پورے صوبے کا باپ ہوتا ہے اس کو صوبے کے ہر حلقے میں جو ہے جہاں پر اگر کہیں بھی کسی جگہ پر پانی کا مسئلہ ہو بجلی کا مسئلہ ہو گیس کا مسئلہ ہو تو بڑے انصاف کے ساتھ کم از کم اس کی تقسیم ہونی چاہیے لیکن آج بدقسمتی یہ ہے کہ وزیروں پر اس طرح تقسیم ہوتی ہے کہ جس وزیر کی جتنی قوت ہے سب ہمارے بھائی ہیں جتنی طاقت ہے وہ اتنا ہی پیسہ لے سکتا ہے بعض لوگوں نے چار پانچ وزیر اکھٹے کر کے اسی طرح کی رقم حاصل کرتے ہیں، بعض، کسی region کے وزراء اکھٹے ہو کر اپنے لئے جس حد تک ہو سکتا ہے بلوچستان کے اس 23 حلقے جو اپوزیشن سے تعلق رکھتے ہیں میڈم چیئر پرسن صاحبہ تو یہ بھی بلوچستان ہے اور اسی بلوچستان کا آج وزیر اعلیٰ اسی بلوچستان کا بھی وزیر اعلیٰ ہے اگر وہ صرف اور صرف لسبیلہ کا وزیر اعلیٰ ہے تو یہ پیسے اس کو مبارک ہو اگر وہ لسبیلہ کے ساتھ ژوب کا بھی وزیر اعلیٰ ہے تو پھر یہ پیسے اس کو مبارک ہو اگر یہ وزیر اعلیٰ لسبیلہ، ژوب اور نصیر آباد، جعفر آباد کا وزیر اعلیٰ ہے تو یہ پیسے اس کو مبارک ہو اگر وہ پورے بلوچستان کا وزیر اعلیٰ ہے تو اس کی جو ناانصافی ہے میرے خیال میں آج وہ ساری دنیا دیکھ چکی ہے میرے خیال میں اس کی کوشش سے ہوتی ہے کہ بلوچستان نیشنل پارٹی کا جو گڑھ ہے سریاب، وہ اس کو فتح کرنا چاہتا ہے لیکن اس کو میرے خیال میں جب الیکشن ہو گا اس کو پتہ

چلے گا کہ سریاب سے دو چار ٹھیکیدار آپ کے اس ترجمان کے لئے مل سکتے ہیں جو اس کو اس کا پرسنٹیج دیدیں سریاب میں آپ کو انشاء اللہ ووٹ نصیب نہیں ہوگا آپ کی جتنی بھی کوشش ہوگی ہاں آپ اگر سریاب کی بلوچستان کی صدقے دل سے جو ہے آپ اگر اس کی خدمت کرنا چاہتے ہیں تو پھر انصاف کے ساتھ آپ کی انصاف اس طرح ہونی چاہیے کہ آپ نے کسی وزیر کو نوازے آپ کی انصاف اس طرح نہیں ہونی چاہیے تو میرے کہنے کا مقصد یہ ہے یہ بیس، چالیس ارب روپے وزیراعلیٰ جو ٹھکانے لگانے جارہا ہے یہ آج خود تو نہیں ہے ان کے وزراء بیٹھے ہوئے ہیں راستے ہیں، میں کہتا ہوں یہ کھاتے جو میں گنوائے اس پر خرچ کریں تو کم از کم اس کی بھی نیک نامی ہوگی لیکن مجھے امید ہے کہ وہ اس کو اسی طرح لیپس کریگا۔ آنے والے بجٹ میں بھی اتنے پیسے لیپس کرینگے۔ اُس کے بعد بھی اس کو پیسے لیپس کرینگے کیونکہ اس کا اس کو کچھ پیسے ملتے ہیں اس پر بھی اس کی پرسنٹیج ہے اس کا بھی حصہ اس کو ملتا ہے اس کو بلوچستان سے پیار نہیں ہے۔ شکریہ۔

میڈم چیئر پرسن: جی سلیم کھوسہ صاحب ذرا مختصر کیجئے گا please

جناب نصر اللہ خان زیرے: جی میڈم! میں نے آپ سے پہلے میں نے قاعدہ 177 قواعد وانضباط کار ---(مداخلت)

میڈم چیئر پرسن: میں سلیم کھوسہ صاحب کو موقع دے دوں پھر اس کے بعد زیرے صاحب اس کے بعد زیرے صاحب آپ کو میں مواقع دیدیتی ہوں۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: ذاتی وضاحت کے نقطے پر کھڑا ہوں میں رولز کا حوالہ دے رہا ہوں، میں رولز کا حوالہ دے رہا ہوں ایک کتاب کا حوالہ دے رہا ہوں اس کا تو مجھے ملنا چاہیے میں Point of Personal Explanation پر ہوں۔

میر سلیم احمد کھوسہ (وزیر محکمہ مال): جس طرح کی بات کی گئی ہے میں اس کی وضاحت کرنا چاہونگا۔

میڈم چیئر پرسن: کھوسہ صاحب! اس کے بعد پھر ہم آپ کو فلور دے دیتے ہیں۔

میر سلیم احمد کھوسہ: جی ٹھیک ہے۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: بیشک انہیں دیدیں۔

میڈم چیئر پرسن: جی زیرے صاحب۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: میڈم چیئر پرسن! بیان میں ذاتی وضاحت کے نقطے پر ہوں ذاتی مطلب تمام اپوزیشن کی نمائندگی پر کہ وزیراعلیٰ صاحب نے ارشاد فرمایا ہے 29 مئی کے اخبارات میں اور اس پر ایک تحریک

التوا بھی آنی چاہیے تھی وزیراعلیٰ صاحب فرما رہے ہیں کہ اپوزیشن کے باعث تیس سے چالیس ارب روپے خرچ نہ ہوسکیں۔ اور جب ہم بار بار کہہ رہے تھے کہ یہ حکومت نااہل ہے یہ حکومت سلیکٹیڈ ہے اس میں capacity ہے ہی نہیں آج وزیراعلیٰ نے خود تسلیم کیا ہے یہ اس کی سرخی پڑی ہوئی ہے کہ وہ خود کہہ رہے ہیں کہ چالیس ارب روپے لیپس ہو رہے ہیں جب ہم کہہ رہے تھے کہ آپ کے پاس نہیں ہے اتنی تو۔۔۔

میڈم چیئرپرسن: اذان ہو رہی ہے۔

(خاموشی۔اذان مغرب)

میڈم چیئرپرسن: زیرے صاحب! ذرا مختصر کیجئے گا کیونکہ آگے توجہ دلاؤ نوٹسز بھی آپ کے ہیں۔

جناب نصراللہ خان زیرے: میڈم چیئرپرسن صاحبہ! یہ بہت بڑا الزام ہے یہ حکومت وضاحت کریں کہ حکومت ان کے پاس ہے پیسے یہ خرچ کررہے ہیں اپوزیشن کے حلقوں میں دو سال سے کوئی ڈویلپمنٹ کا کام نہیں ہو رہا ہے اپنے چھتوں اپنے چیلوں کو پیسہ دے رہا ہے وہ کرپشن کررہا ہے لوٹ مار کررہا ہے اور یہ ساری باتیں زبان زدِعام ہیں کہ کتنا پرسنٹیج لیا جا رہا ہے contractors بانگ دہل کہہ رہے ہیں کہ ہم سے اتنا لیا جا رہا ہے اور ابھی وزیراعلیٰ صاحب کہہ رہا ہے کہ چالیس ارب روپے لیپس ہوگئے اس کی اعلیٰ سطح تحقیقات ہونی چاہیے کہ پیسہ کیوں لیپس ہوا کس نے یہ غفلت کی کس کی یہ ذمہ داری تھی کون مجرم ہے کمیشن بنایا جا رہا ہے۔(مداخلت)

وزیر برائے محکمہ امور حیوانات: آپ نے پیسے رکھوائے ہیں پیسے آپ کی وجہ سے واپس جا رہے ہیں۔

جناب نصراللہ خان زیرے: آپ کو پیسے مل گئے ہیں آپ خاموش ہوجاؤ۔ آپ کو پیسے مل گئے ہیں اسی سادگی میں آپ کو کتنے پیسے مل گئے ہیں ہاں ہاں ہمارے اپوزیشن کی وجہ سے میڈم چیئرپرسن ان کو اپنا حصہ مل گیا ہے اس نے سادگی میں اپنا پیسہ لے لیا ہے اور یہ کمال کا بندہ ہے بھی کنٹریکٹر۔۔۔(مداخلت۔شور)۔

میڈم چیئرپرسن: شکریہ نصراللہ زیرے صاحب۔ اب کارروائی کی طرف آتے ہیں، توجہ دلاؤ نوٹسز پیش کرتے ہیں۔

میڈم چیئرپرسن: جناب اختر حسین لانگو صاحب! آپ اپنی توجہ دلاؤ نوٹس سے متعلق سوال دریافت فرمائیں۔

میر اختر حسین لانگو: شکریہ میڈم۔ وزیر برائے محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ/بی واسا کی توجہ ایک اہم مسئلہ کی جانب مبذول کرواتا ہوں کہ بلیلی ایریا میں محکمہ پی ایچ ای/بی واسا کی ملکیتی زمین جو تقریباً 150 ایکڑ پر محیط ہے۔

شنید میں آیا ہے کہ وہ زمین محکمہ پی ایچ ای/بی واسا نے ڈی ایچ اے کو اونے پونے داموں دے دی ہے۔لہٰذا مذکورہ زمین ڈی ایچ اے کو دینے کی وجہ،جس قیمت اور شرائط پر دی گئی ہے۔اس کی مکمل تفصیل فراہم کی جائے ۔۔۔(مداخلت۔شور)

میڈم چیئر پرسن: Order in the House please.۔۔۔(مداخلت۔شور)

میر اختر حسین لانگو: میڈم چیئر پرسن۔

میڈم چیئر پرسن: جی اختر حسین لانگو صاحب۔

میر اختر حسین لانگو: میڈم چیئر پرسن!توجہ دلاؤ نوٹس تو پڑھ لیا میں اس پر ابھی تھوڑی سی بات کرنا چاہوں گا میڈم چیئر پرسن یہاں پی ایچ ای ڈیپارٹمنٹ کا بی واسا جو ہے اُن کی ایک زمین تھی بلیلی کی طرف جہاں ابھی ڈی ایچ اے بن رہا ہے تو میڈم چیئر پرسن ہمارے شنید میں آیا تھا کہ وہ زمین واسا نے ڈی ایچ اے کو دی ہے اب یہاں جو انہوں نے written میں ہمیں جواب دیا ہے۔تو وہ کہتے ہیں کہ ڈی ایچ اے والوں نے اِن زمین کی ڈیمانڈ کی تھی لیکن اُس میں واسا کا جو بورڈ ہے انہوں نے کلیئر کٹ کہا تھا کہ اُن کا جو ایکٹ ہے 2004ء کا اُس میں اِس زمین کے حوالے سے وہ ایکٹ اس میں خاموش ہے کہ واسا اس میں decision نہیں لے سکتا انہوں نے یہ بھجوا دیا ہے cabinet کے پاس۔اب میڈم چیئر پرسن!یہاں دوبارہ نیچے والی آخری لائن اُس کی اگر آپ پڑھ لیں۔تو cabinet سی ایم صاحب نے دوبارہ اِن کو بورڈ کو بھیج دیا ہے کہ اُس پر اپنا حتمی فیصلہ کر لیں یعنی حتمی فیصلے کا مطلب یہ ہیں کہ انہوں نے فیصلہ کر لیا ہے کہ وہ زمین ہر حال میں ڈی ایچ اے کو دینا ہے۔اب یہ پھندہ کس کے گلے میں ڈالیں گا یہ فیصلہ کون کریں گا اُس کی اُوپر جھگڑا چل رہا ہے لیکن فیصلہ جس پر دستخط ہونے ہیں وہ دستخط کون کرے گا جھگڑا اس پر چل رہا ہے لیکن اصولاً یہ زمین انہوں نے ڈی ایچ اے کو دی ہے اور یہاں یہ کہہ رہے ہیں کہ ڈی سی صاحب نے جو ریٹ دیئے ہیں واسا یہ ڈیمانڈ کر رہا ہے کہ وہ ریٹ انتہائی کم ہیں وہ بھی انہوں نے نہیں دیا کہ ڈی سی صاحب نے جو زمین کی قیمت لگائی ہیں وہ کتنا لگائی ہیں اور کس قیمت میں ڈی ایچ اے کو دے رہے ہیں اور میڈم چیئر پرسن!ڈی ایچ اے اس وقت جو پلاٹ بیچ رہا ہے وہاں 500 گز کی جو پلاٹ ہے اس کی قیمت بھی آپ دیکھ لیں کہ ڈی ایچ اے یہ زمین جو اونے پونے لوگوں سے گن پوائنٹ پر زبردستی اس اپنے ایکٹ جو 2015ء اکتوبر میں۔ہاں اسی پر آرہا ہوں آپ صحیح فرما رہے ہیں تھوڑا سا صبر کر لیں۔اس میں میڈم چیئر پرسن!جس طرح عجلت میں وہ ایکٹ پاس کروایا گیا تھا جس کو ہائی کورٹ نے اس ایکٹ کو ہی ختم کر دیا لیکن اب سپریم کورٹ سے stay لے کر دوبارہ اس ایکٹ کی چھتری سے جو ہیں وہ لوگوں کو

نکالنے کی کوشش کی جارہی ہیں اور لوگوں سے زبردستی زمینیں لے جارہی ہیں ایکڑوں کے حساب سے لوگوں کی زمینیں جس ریٹ پر۔ تو میڈم لوگوں کی ایکڑوں کے حساب سے زمینوں کی جو ڈی ایچ اے والے ریٹ لگا رہے ہیں اتنے میں تو وہ اپنا ایک پلاٹ نہیں دے رہے ہیں اس سے کئی گناہ زیادہ قیمت پر اپنا ایک ایک پلاٹ بیچ رہے ہیں جس قیمت پر لوگوں سے زبردستی ان کی ایکڑوں کے حساب سے زمینیں جو ہیں وہ ڈی ایچ اے زبردستی لے رہا ہے اور اسی طرح یہ تو زمین واسا کی ہے یہ تو ویسے مال مفت دے رہے ہیں یہ تو مفت کا مال ہے یہ تو مجھے ایسا لگ رہا ہے کہ یہ ڈی ایچ اے کو ایسے ہی گفٹ کریں گے۔ تو منسٹر صاحب مجھے ذرا اس کی تفصّل بتادیں کہ جو ڈی سی صاحب نے ریٹ لگائے ہیں۔ اس زمین کی وہ ریٹ کیا ہے اور اس زمین پر ابھی تک جو اس وقت جو اس کی latest position ہیں کیا انہوں نے ڈی ایچ اے کو دیا ہے یا نہیں دیا ہے یہ زمین ابھی تک واسا کے قبضے میں ہیں یا ڈی ایچ اے والے اس پر قبضہ جما چکے ہیں اس کی بھی ہمیں تفصیل دے دیں اور اگر یہ ڈی ایچ اے کو دینا چاہ رہے ہیں تو اس کے بدلے میں ڈی ایچ اے کیا لینا چاہ رہے ہیں کیونکہ میڈم چیئر پرسن! ڈی ایچ اے کا ایکٹ 2015ء میں اس ایوان سے پاس ہوا ہے لیکن مانگی ڈیم جو کیوسک پروجیکٹ کا ایک حصہ تھا یہ 2003ء اور 2004ء میں یہ پروجیکٹ اسٹارٹ ہوا تھا اب جو اس وقت ڈی ایچ اے کا ماسٹر پلان بنا ہے تو مانگی ڈیم سے جو پانی کوئٹہ سٹی کے لیے آنا تھا وہ پانی سارے کا سارا ان کے نئے پلان میں وہ divert کر دیا انہوں نے وہ پروجیکٹ divert کر دیا ڈی ایچ اے کے لیے۔ میڈم چیئر پرسن! میں ایک اہم issue پر بات کر رہا ہوں مجھے ایوان کی توجہ درکار ہے۔

میڈم چیئر پرسن: Please order in the House please.

میر اختر حسین لانگو: خصوصاً منسٹر صاحب کی جو اس وقت بیٹھے ہیں انہوں نے جواب بھی دینا ہے تو مجھے اس کا بھی جواب دیں کہ آیا یہ فیصلہ ہو چکا ہے کہ مانگی ڈیم کا پانی وہ کوئٹہ شہر کی بجائے ڈی ایچ اے کو دیا جائیگا جسطرح اسپین کاریز جھیل کا پانی ہمیں کوئٹہ شہر والوں کے لیے وہ شجر ممنوع بن چکا ہے۔

میڈم چیئر پرسن: نور محمد دمڑ صاحب آپ کی توجہ چاہیے۔

میر اختر حسین لانگو: دمڑ صاحب آپ کی تھوڑی سی توجہ چاہوں گا جسطرح میڈم اسپین کاریز جھیل اور ولی تنگی کے پانی وہ کوئٹہ شہر کے لیے شجر ممنوع بن چکا ہے اسی طرح وہ پرانا پروجیکٹ جو مانگی ڈیم کا تھا جس سے کوئٹہ شہر کو پانی دینا تھا اس کو بھی ابھی divert کر دیا ہے کہ مانگی ڈیم سے لائنیں بچھائیں گے اور یہ direct DHA جائے گا اُس سے بھی کوئٹہ ڈیم کو ایک پیسہ نہیں ملے گا حالانکہ مانگی ڈیم جو بن رہا ہے وہ عوام کے

ٹیکسوں کے پیسے سے بن رہا ہے اور ڈی ایچ اے جو بن رہا ہے ڈی ایچ اے purely commercial housing scheme ہے ڈی ایچ اے والوں نے یہاں ایک زمینیں خریدی ہیں یہ پلاٹ بنا کر اس کو ڈیولپ کر کے ہاؤسنگ اسکیم بنا کر یہ بیچیں گے اور اس سے ڈی ایچ اے پیسہ کمائے گا یہ کمرشل ہے اسی طرح کے پراجیکٹس جس طرح ڈی ایچ اے کا ہے اسی طرح کے سینکڑوں پرائیویٹ ہاؤسنگ اسکیمیں اس کوئٹہ شہر میں already چل رہی ہیں اسی طرح کے اسکیمیں جو ہیں overall پاکستان میں وہ مختلف شہروں میں صوبوں میں اس طرح کے ہاؤسنگ اسکیمیں بنی ہیں لوگ اس پر کاروبار کر رہے ہیں ڈی ایچ اے کاروبار کرنے کے لیے یہاں آیا ہے بزنس کرنے کے لیے آیا ہے تو اس کی بزنس کو طول دینے کے لیے اس کے بزنس کو اس کے کاروبار کو کامیاب کرنے کے لیے ہم جو کوئٹہ کے شہری ہیں۔کوئٹہ کے عوام ہیں یہ جو نزلہ ہمارے اُوپر ڈی ایچ اے کی وجہ سے گر رہا ہے اس کی بھی منسٹر صاحب ہمیں kindly مطمئن کر لیں تا کہ ہم جا کر اپنے لوگوں کو مطمئن کر سکیں۔شکریہ۔

میڈم چیئر پرسن: وزیر برائے پبلک ہیلتھ انجینئر نگ! توجہ دلاؤ نوٹس سے متعلق اپنی وضاحت فرمائیں۔

جناب نور محمد دمڑ (وزیر محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئر نگ و واسا): شکریہ میڈم چیئر پرسن۔جس طرح اختر لانگو صاحب نے توجہ دلاؤ نوٹس کا یہ ایک واسا کی ایک زمین پر، ایک تو written اِنکے سامنے پڑا ہے شاید اُنہوں نے پڑھا ہوگا۔ یہ معاملہ واقعی واسا کے وہاں کوئی دوسو چار ایکڑ تقریباً زمین ہے وہاں ڈی ایچ اے کا اسکیم آیا۔تو ڈی ایچ اے نے وزیر اعلیٰ صاحب کو، شاید approach کیا تھا کہ یہ زمین ہماری اسکیم کے ساتھ آ رہی ہے ہمیں یا قیمتاً دے دیں یا کسی زمین کے تبادلہ میں۔تو اُس وقت کے میرے خیال میں ریونیو ڈیپارٹمنٹ کو پتہ نہیں کہاں سے، جام صاحب کی حکومت، written میں میرے پاس نہیں ہے۔ڈی سی کوئٹہ نے اس زمین کی جو value جو رکھا تھا تو بہر حال معاملہ جب ہمارے پاس آیا ہے یہ کچھ معاملات جو پہلے ہم سے ہوئے ہیں ان کا ریکارڈ تو ہمارے پاس نہیں ہے ۔ ہمارے پاس یہ معاملہ آیا کہ ان کو واسا کے بورڈ میں پیش کر کے اس سے منظوری لی جائے۔ جو رقم جو ریٹ اُنہوں نے رکھا تھا ڈی سی کوئٹہ نے اُس سے ہم نے اختلاف کیا۔ایک تو ہم نے واسا کا جو ایکٹ ہے اُس میں ہم نے دیکھا کہ کیا واسا کا بورڈ اس کی اتھارٹی بھی ہے کیا یہ زمین دے بھی سکتا ہے؟ ایک تو ایکٹ نے ہمیں اجازت نہیں دی۔ ایکٹ میں یہ چیز mention نہیں تھی کہ یہ بورڈ میں فیصلہ کر سکتا ہے یہ زمین تبادلہ میں یا کہ لمبا چوڑا بڑا معاملہ ہے۔ یہ ہمارے بس میں نہیں آتا اور ان کا اختیار بھی حاصل نہیں ہے۔ واسا کے قانون کے مطابق ہم نے وہ refer کر دیا اپنی cabinet کو اور ساتھ ساتھ ڈی سی نے ان کی جو

قیمت لگائی اس قیمت پربھی واسا نے بورڈ میں فیصلہ دیا کہ یہ قیمت بھی مناسب نہیں اس کی قیمت پرنظرثانی کی جائے۔تو ابھی تک دوبارہ پھرجام صاحب وزیرعلیٰ کی طرف سے کہ وہاں بورڈ اس پر ایک واضح فیصلہ کرکے بھیج دیں۔تاکہ ہمارے لئے بھی آسانی ہو۔اُس میں ہم نے ابھی ایک دوبار meeting call کی ہے لیکن ہمارے جو بورڈ کا کورم ہے وہ پورا نہ ہونے کی وجہ سے ہم ابھی تک فیصلہ اس پہ نہیں دے سکے۔ایک بات جس طرح ہمارے دوستوں کو خدشہ ہے اوراس خدشے کا تو ہمارے پاس کوئی علاج نہیں ہے کہ آنے والے وقتوں میں کیا ہوگا۔ظاہری بات ہے ہر کسی کی ذمہ داری ہے۔یہ زمین واسا کی property ہے واسا کے اپنے ذمہ داران ہیں۔واسا، پی ایچ ای ڈیپارٹمنٹ کے under آتی ہے جو کہ منسٹری میرے پاس ہے اور میں واسا کے بورڈ کے چیئرمین کی حیثیت سے انشااللہ میں اس ہاؤس کو یہ یقین دہانی کرا سکتا ہوں کہ یہ property گورنمنٹ کی پراپرٹی ہے یہ پراپرٹی انشااللہ ایک ایسے فورم سے دے دی جو ایک اتھارٹی ہوگی۔جس کے ساتھ مینڈیٹ ہوگا وہ ہے cabinet اُس کو ہم جواب تو نہیں دے سکتے۔ورنہ واسا کا بورڈ ان کا مجاز نہیں ہے اسکا مینڈیٹ نہیں ہے کہ وہ اس زمین کا تبادلہ کسی سے کرلے۔نہ واسا کے بورڈ میں یہ فیصلہ ہوگا۔تو انشااللہ مجھے اُمید ہے کہ آپ لوگ اس سے مطمئن ہوجائیں گے اور آپ بےفکر رہیں کیونکہ گورنمنٹ کی پراپرٹی ہے اتنی زیادہ زمین ہے واسا کی اپنا الگ یہ ہے کہ واسا ابھی تک grant-in-aid پر چل رہا ہے واسا کا ابھی تک اپنا آفس نہیں ہے۔واسا کے آفیسرز کے ابھی تک کوئی residential accommodation نہیں ہے تو خود دیوالیہ ہونے کو ہے تو ہم نے یہ تجویز بھی دی ہے کہ بیشک اگر گورنمنٹ cabinet یہ فیصلہ کرے گا کرتے ہیں ہم فیصلہ نہیں کرتے ہیں۔تجویز ہم نے ایک یہ دی کہ موجودہ ریٹ کے مطابق جو اس زمین کی موجودہ مارکیٹ ویلیو ہے اُس کے مطابق یہ زمین cabinet اگر دینا چاہتی ہے اور اس بات کی مینڈٹ رکھتی ہے اور اس بات کی مجاز ہے لیکن موجودہ مارکیٹ ریٹ کے مطابق لیکن پھر وہ واسا کے کم سے کم واسا کے جو آفیسرز کے accommodation نہیں ہے واسا کے دفتر نہیں ہے واسا کے یہ جو مسئلے مسائل financially طور پر واسا بہت کمزور ہے کس طرح کہ ہمارے دوست ہر روز کہتے رہتے ہیں کہ کوئٹہ میں پانی کے issue ہے ظاہری بات ہے وہ فنڈ نہ ہونے کی وجہ سے financial crises میں ہے تو ہم نے تجویز یہ دی ہے کہ مارکیٹ ریٹ کے مطابق اگر cabinet دینا بھی چاہتی ہے لیکن اس بات کی مجاز نہیں ہے واسا کے بورڈ کے ساتھ یہ اختیارات نہیں ہیں واسا کے قانون اور رولز ہمیں یہ اجازت نہیں دیتے ہیں کہ ہم یہ زمین بورڈ میں ہی فیصلہ کردیں اور کسی کو دے دیں۔تو انشااللہ اس طرح نہیں ہوگا۔اس پہ cabinet اور پوری صوبائی گورنمنٹ کو اعتماد میں

لیا جائے گا اور پھر جیسے بھی ہو گا انشا اللہ اُسی وقت۔

میر اختر حسین لانگو: میرے خیال میں منسٹر صاحب صحیح فرمار ہے ہیں۔

وزیر محکمہ پی ایچ ای وواسا: جو مانگی ڈیم کے پانی کی بات کی ابھی تو جس طرح لانگو صاحب نے کہا کہ میرے شنید میں آیا ہے کہ مجھے تو کسی نے کہا ہے نہ کوئی اس طرح کا پیپر ورک ہوا ہے نہ اس طرح کی کوئی تحریری کوئی written میرے پاس آیا ہے نہ آج تک مانگی ڈیم پر، مانگی ڈیم کا جو مقصد ہے وہ کوئٹہ کے شہریوں کو پانی دینا ہے کوئٹہ کے شہریوں میں کینٹ بھی آتا ہے کوئٹہ شہریوں میں یہی ڈی ایچ اے کے رہنے والے وہ بھی آئیں گے۔کو ئٹہ کے شہری سارا کوئٹہ ہے اس میں یہ نہیں لکھا ہے کہ یہ خاص کر کوئٹہ کے فلاں علاقہ کو یا کینٹ کو یا ڈی ایچ اے کو یا فلاں علاقے کو ملے گا، یہ نہیں ہے۔کوئٹہ کے شہریوں کو پانی ملے گا۔ یہ اس وقت جب فنکشنل ہو جائیں گے یا پھر ہم تو کوئی ایسا قانون ہماری نظروں سے گزرا ہے نہ کوئی ابھی تک اس طرح کا کوئی معاہدہ ہوا ہے۔

میر اختر حسین لانگو: **میڈم چیئر پرسن**:! منسٹر کا شکریہ وہ بجا فرما رہے ہیں کہ ہمارے خدشات ضرور ہیں ۔خدشات تو یہ ہم ایشو کو یہاں لے کے آئے ہیں ۔اور نہ صرف اس حوالے سے ہمارے اور بھی بہت ساری چیزوں پر ہمارے خدشات اور تحفظات ہوتے ہیں تب بھی ہم معاملات کو یہاں زیر بحث لاتے ہیں۔**میڈم چیئر پرسن**:! یہاں ایک دن پہلے بھی اسی طرح کے ایک توجہ دلاؤ نوٹس میں پوری سبزی منڈی جو ہماری سرکی روڈ والی ہے اس کے حوالے سے بات کی ۔کہ اس کی زمینیں لوگوں کو دی جاتی ہیں الاٹ کی جارہی ہیں۔اب وہاں دکانوں کی تعمیر بھی شروع ہو چکی ہیں، سرکی روڈ کی طرف سے۔15 ہزار فٹ کسی کو الاٹ کیا ہے انہوں نے، وہ بھی شروع کر دی ہے۔۔۔(مداخلت) میں اسی سوال پر، دومنٹ بیٹھ جائیں اکھٹے جائیں گے نماز پڑھنے تو **میڈم چیئر پرسن**:! ہمارے تحفظات اپنی جگہ اب منسٹر صاحب نے تفصیل ہمیں بتا دی ۔چونکہ اس بورڈ کی meeting میں یہ discuss بھی ہوا تھا اس کا جواب انہوں نے نہیں دیا کہ ڈی سی صاحب نے آخر اس کے ریٹ کتنے رکھے تھے؟ وہ بھی ہمیں اس ایوان کو پتہ چل جائے تو کچھ ہماری نیتوں کا یا کچھ چیزوں کا ہمیں پتہ چل جائے گا، اندازہ بھی ہو جائے گا کہ یہ زمین ہم کس قیمت پے کن شرائط پے جو ڈی سی صاحب نے ایک ریٹ مقرر کیا ہے۔اس ریٹ کا اندازہ کر سکتے ہیں کہ ڈی ایچ اے والے اس زمین پے کتنا intrested ہیں اور ہم ان کو خوش کرنے کے لئے کتنا intrested ہیں کہ ہم ان کو یہ زمین دینا چار ہے ہیں۔منسٹر صاحب ہمیں وہ ریٹ بھی بتادیں۔کہ ڈی سی صاحب کی طرف سے کیا ریٹ آئے تھے۔کیونکہ مارکیٹ میں اس وقت ڈی ایچ اے کا فی پلاٹ جو اس کی فائلیں بِک رہی ہیں، وہ 30 سے 35 لاکھ روپے میں پانچ سو گز کے پلاٹ کا ریٹ چل رہا ہے

جو ساڑھے تین چار ہزار روپے فی فُٹ بنتے ہیں۔تو ہماری204 ایکڑز زمین اگر ڈی ایچ اے لے رہی ہے وہ ہم سے کس قیمت پر لے گی؟ آیا ڈی ایچ اے نے جو زمین کی قیمت مقرر کی ہے اس میں سے بیشک ڈی ایچ اے اپنے جو ڈویلپمنٹ چارجز ہیں، وہ کاٹ کے باقی زمین اگر وہ ان کی قیمت وہ دیتا ہے۔جس قیمت پر وہ اپنا وہ بھیج رہی ہے تو پھر سر آنکھوں پر قبول ہوگا انہی پیسوں سے چالیس ارب تو ہم نے لیپس کر دیئے۔ واسا کے ٹیوب ویلوں کے بل ہم نے جمع نہیں کئے ہیں تین سال سے یہاں پے ساڑھے تین سو بند ٹیوب ویلوں کی جو remaining components ہیں اُن کے لئے بات ہوئی تھی۔عارف جان صاحب یہاں بیٹھے ہوئے تھے تھوڑی دیر پہلے جب وہ فنانس منسٹر تھے اُنہوں نے ایوان میں یقین دہانی کروائی تھی کہ کوئی ڈیڑھ دو ارب روپے چاہئیں اُن ٹیوب ویلوں کو functionalize کرنے کے لئے، وہ ہم فنانس سے واسا کو دینے جا رہے ہیں وہ تین سالوں میں وہ پیسے تو ابھی تک نہیں دے پائے چالیس ارب روپے ہماری وجہ سے لیپس ہو گئے تو ہم حکومتی بینچوں سے معافی بھی مانگیں گے کان بھی پکڑیں گے، اگر یہ ہماری وجہ سے لیپس ہوئے ہیں۔ابھی ٹیوب یلوں کی repair کیلئے پیسے نہیں ہیں۔تو ان میں سے تھوڑے سے پیسے اگر دمڑ صاحب واسا کے اکاؤنٹ میں لے لیں تو کم از کم یہ پانی کے مسئلے سے گرمیوں کا سیزن ہمارا آرام سے گزرے گا۔سردیوں میں اللہ مالک ہے وہ بعد میں دیکھیں گے۔جب ان کے پاس پیسے آئیں گے اور نیا بجٹ آئیگا وہ شاید تھوڑا بہت ریلیف ہمیں مل جائے۔لیکن laps کرنے کی بجائے اگر یہ کام دمڑ صاحب کروالیں تھوڑا سا وہ ہے۔تو دمڑ صاحب سے میری request ہے کہ ہمیں ریٹ بتا دیں کی ڈی سی صاحب نے اس زمین کیلئے کیا ریٹ مقرر کیا تھا اور جب آپ ایکٹ 2004 میں وہ آپ کا ایکٹ آپ کو اجازت ہی نہیں دیتا کہ آپ اس پر decision لے لیں تو کابینہ نے دوبارہ آپ کے پاس کیوں بھیجا ہے؟ تو یہ مہربانی کرکے کابینہ سے وہ جواب بھی لے لیں کہ ہم اس ہاؤس کو دے دیں۔شکریہ۔

جناب چیئر پرسن: جی منسٹر صاحب۔

وزیر برائے محکمہ پی ایچ ای و واسا: شکریہ میڈم چیئر پرسن۔ایک تو مجھے وہ ریٹ یقیناً ابھی یاد نہیں ہے کیونکہ اس میں آپ نے پوچھا نہیں ہے اُنہوں نے تحریری بھی نہیں لایا۔ریٹ جو تھا شاید ڈی سی نے جو سرکاری ریٹ ہے وہ لگایا ہوگا۔لیکن واسا کے بورڈ کے ممبران نے وہ جو ریٹ تھا وہ مناسب نہیں سمجھا اور اُنہوں نے پھر یہی تجویز دی کہ جب یہ کابینہ میں discuss ہوگا اس پر تو ان کا جو ریٹ ہے اس پر بھی نظر ثانی کی جائے۔اور یہ تو ان کے ریٹ کے بارے میں باقی جو آپ نے laps ہونے کی بات کی پیسوں کی وہ میرے خیال میں وہ سب سے زیادہ

ہمارے اپوزیشن کے دوستوں کو لانگو صاحب کو پتہ ہوگا کہ ہماری پچھلے پی ایس ڈی پی، یہ لوگ چلے گئے پورے بلوچستان کی جو پی ایس ڈی پی تھی اُس پر یہ لوگ کورٹ میں چلے گئے اور وہاں پورے بلوچستان کی پی ایس ڈی پی پر جو stay لے لیا تو وہ دن مجھے یاد ہے کہ اُنہوں نے عدالت میں ایک جشن بھی منایا اور مٹھائی بھی تقسیم کی کہ ہم نے پورے بلوچستان کی پی ایس ڈی پی کو روک دیا۔ تو پھر وہ وہاں تین چار مہینے۔ وہ پی ایس ڈی پی میں نہ تو وزیر اعلیٰ کی اسکیم تھی۔ تو سارے بلوچستان کی اسکیمیں تھیں نور محمد کی بھی تھیں اور علاقوں کی بھی تھیں تو وہاں یہ تھا چار مہینے یا پانچ مہینے میں میرے خیال میں ہائی کورٹ میں وہ کیس چلتا رہا جیسے فیصلہ آ گیا ان کے حق میں تو وہ دن بھی مجھے یاد ہے بلوچستان کے عوام کی پسماندگی پر انہوں نے جو جشن منایا بلوچستان کے عوام کو انہوں نے جو تحفہ دیا، یعنی پیچھے دھکیل دیا، اربوں روپے ان کی ڈویلپمنٹ پر خرچ ہوتے تھے۔ ان کے پانی کی ضروریات پر خرچ ہوتے تھے، ہسپتالوں پر سکولوں پر خرچ ہوتے تھے۔ جب انہوں نے روک دیا، فیصلہ ان کے خلاف گیا تو ان لوگوں نے کیا کیا اُس میں تھوڑا بہت کشن تھا، پھر ہمارے اپوزیشن لیڈر صاحب نے جا کے پھر review لگا دیا یہ کیوں تھوڑا کشن بچا ہے۔ اس میں آپ لوگوں نے کیوں؟ مطلب اس پر سو فیصد اس پر ہمیں stay دے دیں۔ لیکن پھر بعد میں یہ ہوا کہ ہمارے وزیر اعلیٰ صاحب نے ایک بڑے فن کا مظاہرہ کرتے ہوئے اور بلوچستان کی تاریخ میں میرے خیال میں یہ پہلی بار ایسا ہوا کہ اُس نے واقعی بلوچستان کے عوام کی حقیقی نمائندگی کا حق ادا کرتے ہوئے personally جا کے سپریم کورٹ میں پیش ہوا اور سپریم کورٹ میں request کی اُس نے تو سپریم کورٹ نے وہ جو ہائی کورٹ کا فیصلہ تھا اُس کو suspend کر دیا اور یقیناً خوشی کا دن وہ تھا، مٹھائی تقسیم کرنے کا دن وہ تھا جو ہمیں سپریم کورٹ نے relax کر دیا اور ہمیں بلوچستان میں کام کرنے کی اجازت دی (ڈیسک بجائے گئے) تو پی ایس ڈی پی laps ہونے کا یہ آپ لوگوں نے ہمیں یہ اعزاز بلوچستان کے عوام کیلئے یہ تحفہ دے دیا تھا۔

میڈم چیئر پرسن: جی۔

میر اختر حسین لانگو: میڈم چیئر پرسن۔

وزیر برائے محکمہ امور حیوانات: پوائنٹ آف آرڈر۔ میڈم! آپ مجھے صرف دو منٹ دے دیں۔ آج دینا ہے تاکہ عوام کے knowledge میں۔۔۔

میڈم چیئر پرسن: مٹھا خان صاحب! آپ کو موقع میں بھی دیتی ہوں۔ بس وہ اپنے توجہ دلاؤ نوٹس کو ختم کر رہے ہیں۔

میر اختر حسین لانگو: میڈم! مَیں تھوڑا سا اس کو clear کر دوں۔ ہم اُن اسکیموں کے خلاف ہائی کورٹ میں گئے تھے جو اسکیمات غیر آئینی غیر قانونی لوگوں کو نوازنے کے حوالے سے تھیں۔ اُس کے حوالے سے ہم گئے تھے اُس کے بعد ہم نے قطعاً یہ نہیں کہا کہ جی آپ پی اینڈ ڈی کو letter لکھ دیں۔ اُس میں پی ایس ڈی پی نمبر ڈال دیں کہ یہ یہ اسکیمیں آپ authorize نہ کریں اگر وہ اسکیمیں authorize کر لئے تھے تو شاید آپ کے laps کا ratio تھوڑا سا کم ہو جاتا۔ باقی 19-2018ء کی پی ایس ڈی پی پر ہم قطعاً کورٹ نہیں گئے اُس میں پیسے laps ہوئے 20-2019ء کی پی ایس ڈی پی پر کوئی کورٹ نہیں گئے اُس پر پیسے laps ہوئے، 21-2020ء کی پی ایس ڈی پی پر ہم کورٹ گئے تھے ہم نے کچھ اسکیموں کی نشاندہی کی تھی کہ آپ دو دو ارب روپے صرف ایک مائنز اونر کو خوش کرنے کیلئے رکھ رہے ہیں جس کے راستے میں نہ کوئی گلی آتا ہے جس سے کوئی سو بندوں کو بھی اُس روڈ سے سہولت نہیں ہے صرف ایک مائنز اونر اور اُس کی مائنز کو کامیاب کرنے کیلئے دو دو ارب روپے کی اسکیمات اُس پی ایس ڈی پی میں رکھی گئیں ہم نے اُن اسکیموں کی نشاندہی کی جو غیر ضروری تھیں جن کی feasibility نہیں تھی۔ اُن اسکیموں کی ہم نے نشاندہی کی کہ ہم نے کورٹ کو تجاویز بھی دیں کہ اُن اسکیموں کی بجائے یہ جو واسا کے بند ٹیوب ویلز ہیں اُن کو چلایا جائے۔ اُن اسکیموں کی بجائے جو ہسپتالوں کی حالت زار کو بہتر کیا جائے۔ اُن اسکیموں کی بجائے جو ایجوکیشن کی زبوحالی ہے اُس پر پیسے خرچ کر کے اُس کی حالت زار کو بہتر بنایا جائے۔ اُن اسکیموں کی بجائے اسوقت زراعت سے جو وابستہ لوگ ہیں یا جو زراعت کا پیشہ ہے وہ زبوں حالی تباہی کے دہانے پر کھڑا ہے اُس کی حالت زار کو بہتر کیا جائے اُن اسکیوں کی بجائے جو لائیو سٹاک کا محکمہ تباہی سے دو چار ہے یہاں جو فوڈ کا crisis جو آنے والا ہے اُس کو بہتر کرنے کیلئے جو وہ پیسے رکھے جائیں نا کہ 20% کمیشن کھانے والی اسکیموں کیلئے رکھے جائیں۔ ہم تو اس لئے کورٹ گئے تھے ہم تو نیک نیتی کی وجہ سے کورٹ گئے تھے تو ہمیں کیا پتہ تھا کہ یہ نیک نیتی وہ اپنی نالائقی کو ہماری نیک نیتوں پر شق کرتے۔ ہم تو اس لئے کورٹ گئے تھے کہ اربوں روپے جہاز خریدنے پر خرچ کرنے کی بجائے ایکسرے مشینیں لائی جائیں۔ ہسپتالوں کی حالت کو بہتر کیا جائے اُس میں بیڈ نہیں ہیں مریضوں کے لئے، مریض فرش پر پڑے ہوئے ہیں اُن کے لئے بیڈ خریدے جائیں ہم تو اس لئے کورٹ گئے تھے۔ اب بات تھی پچھلے تین سالوں سے ایک دفعہ ہم صرف PSDP پر کورٹ گئے ملک نصیر نے صحیح کہا تھا کہ اس پر کمیشن بنایا جائے کہ پچھلے تین سالوں سے 12 اگست 2018ء سے ابھی تک اس حکومت نے جو پیسے laps کئے جو ترقی کا پہیہ رکا ہوا ہے اُس کے حوالے سے کمیشن بنایا جائے تاکہ دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو جائے۔ شکریہ۔

میڈم چیئر پرسن: شکریہ اختر حسین لانگو صاحب۔مٹھا خان صاحب ذرا مختصر کیجئے گا توجہ دلاؤ نوٹس کی طرف آنا ہے۔

وزیر محکمہ امور حیوانات: بہت شکریہ میڈم۔مَیں آپ سے request کرتا ہوں کہ آپ مجھے صرف منٹ دیں بات نہیں کرنی ہے، تین منٹ آپ صبر کر سکتے ہیں، بڑی مہربانی آپ کی۔اچھا میڈم! بہت عرصے سے کہ میں عوام کےknowledge میں کچھ لانا چاہتا ہوں کہ بلوچستان میں کیا ہو رہا ہے بدبختی یہ ہے کہ ہم جب ادھر آ جاتے ہیں ایک اپوزیشن ہوتی ہے اور ایک حکومت۔یہ سامنے ہو جاتی ہیں پھر یہ ایک دوسرے کے پاؤں کاٹتے ہیں یہ بلوچستان کے لئے نہیں سوچتے۔مسئلہ یہ ہے اس عوام نے ایک بات غور سے سننا ہے جو ایک اہم بات ہے اگر یہ نہ ہوتا تو پھر مجھےWhatsApp اورFacebook کے ذریعے بتائیں کہ مٹھا خان آپ نے غلط کام کیا ہے کوئٹہ میں تقریباً نو ایم پی ایز ہیں کوئٹہ میں 26ارب روپے لگ رہے ہیں یہ کس کے پیسے ہیں یہ عوام کے پیسے ہیں اپوزیشن کے حلقوں میں لگ رہے ہیں۔یہ لوگ کیوں نہیں سمجھتے ہیں یہ کہتے ہیں کہ یہ پیسے نہ لگ جائیں تاکہ حکومت ناکام ہو جائے ان کا یہ مقصد ہے عوام کے لئے کوئی نہیں سوچتا کہ عوام تباہ و برباد ہوتے جا رہے ہیں کہ کوئٹہ میں 26ارب روپے لگ رہے ہیں اور یہ لوگ چلے جاتے ہیں کورٹ میں کیس دائر کرتے ہیں کہ یہ پیسے ناجائز ہیں یہ کس طرح ناجائز ہیں ہمارا ایک ایم پی اے جو سامنے بیٹھا ہوا ہے آٹھ آپ کے ہیں اور 26ارب روپے آپ کے حلقوں میں لگ رہے ہیں مسئلہ یہ ہے میڈم! عوام کو اس وقت اچھے طریقے سے پتہ ہے کہ جو کچھ کر رہے ہیں جو لوگ اللہ کے لئے کرتے ہیں جو لوگ عوام کے لئے کرتے ہیں اللہ بھی جانتا ہے اور عوام بھی جانتے ہیں جو منافقت سے کام کرتے ہیں وہ اللہ بھی جانتا ہے انسان بھی جانتا ہے۔۔۔(ڈیسک بجائے گئے) وہ وقت چلا گیا جب لوگوں کو پتہ نہیں ہوتا تھا آج میڈیا کا دور ہے اور ہر بندہ کو پتہ ہے کہ کون کیا کر رہا ہے یہی وزیراعلیٰ ہیں کہ پورے بلوچستان میں ہر ضلع کو حق دیا ہوا ہے اور ہر ضلع میں پیسے دیئے ہوئے ہیں۔لیکن یہ لوگ صرف ان کے ہاتھ میں نہیں دیا ہوا ہے کہ انکی سودا بازی ہو جائے اس کے ہاتھ میں پیسے نہیں ہیں الحمدُ للہ آج عوام کو پتہ ہے زہری صاحب! آپ کبھی اُٹھ جاتے ہیں کہ یہ چوری کر رہا ہے اور کبھی اُٹھ جاتے ہیں کہ وہ چوری کر رہا ہے آپ نے عوام کے 26ارب رُکوائے ہیں عوام کے پیسے کس لئے جا رہے ہیں۔۔۔(مداخلت)

میڈم چیئر پرسن:: Please

وزیر محکمہ امور حیوانات: عوام کے پیسے کس لئے جا رہے ہیں آپ کی وجہ سے جا رہے ہیں آج عوام کو پتہ ہے میڈم بڑی مہربانیThank you

میڈم چیئر پرسن: Thank you اب ہم توجہ دلاؤ نوٹس کی طرف جناب نصراللہ خان زیرے صاحب اپنی توجہ دلاؤ نوٹس سے متعلق سوال دریافت فرمائیں۔

جناب نصراللہ خان زیرے: میں توجہ دلاؤ نوٹس۔۔۔(مداخلت)۔کدھر جارہے ہو! آپ ویسے بھی ادھر بجلی نہیں ہے۔آواز نہیں لگا سکتے ہو ادھر خاموشی ہے۔

میڈم چیئر پرسن: جی نصراللہ خان زیرے صاحب۔

ملک نصیر احمد شاہوانی: وہ چلے گئے ہیں اس کے لئے کمیشن بنایا جائے کہ اس نے کتنا کمایا ہے کتنی تحقیقات کی ہے۔

جناب نصراللہ خان زیرے: جی کتنے پیسے کمائے ہیں۔

ملک نصیر احمد شاہوانی: اور موجودہ جو اس وقت خرچ ہو رہے ہیں دیکھا جائے کہ کس علاقے میں کتنا خرچ ہو رہا ہے ہم تو متفق ہیں مٹھا خان کی باتوں سے۔

جناب نصراللہ خان زیرے: مٹھا خان کمیشن بنائے اور دیکھا جائے کہ کتنا کھایا گیا ہے۔

میڈم چیئر پرسن: چلیں نصراللہ خان زیرے صاحب اپنا توجہ دلاؤ نوٹس پیش کریں۔

جناب نصراللہ خان زیرے: آپ کے حصے میں آیا ہوا ہے کہ نہیں یا کسی اور نے کھایا ہے۔۔(مداخلت۔شور) میڈم چیئر پرسن کمیشن بناؤ۔

میڈم چیئر پرسن: جناب نصراللہ خان زیرے صاحب آپ اپنا توجہ دلاؤ نوٹس پیش کریں۔

جناب نصراللہ خان زیرے: 26 ارب روپے میں آپ کا کتنا حصہ آیا اور کس کا کتنا حصہ آیا کمشنر عثمان علی کا جو اس وقت کمشنر ہے اس کا کتنا حصہ آیا؟۔۔۔(مداخلت۔شور)۔

میڈم چیئر پرسن: نصراللہ خان زیرے صاحب آپ اپنا توجہ دلاؤ نوٹس کی طرف آئیں۔

جناب نصراللہ خان زیرے: اس کو خاموش کراؤ۔یہ ابھی اسلام آباد سے آئے ہیں اس کو کچھ ملا ہے اس لئے زیادہ بولتا ہے۔شکریہ میڈم چیئر پرسن صاحبہ۔

جناب نصراللہ خان زیرے: **میں** وزیر برائے محکمہ ایس اینڈ جی اے ڈی کی توجہ ایک اہم مسئلہ کی جانب مبذول کراتا ہوں مسئلہ یہ ہے کہ صوبائی اسمبلی اور حکومت نے صوبہ کے مختلف اضلاع میں جعلی ڈومیسائل اور لوکل سرٹیفکیٹس کی چھان بین اور انکی لسٹیں بنانے اور جعلی سرٹیفکیٹس کی تمام تر تفصیلات اسمبلی کے فلور پر جمع کرانے کا وعدہ کیا تھا۔لہٰذا حکومت اس سلسلے میں مکمل تفصیل فراہم کرے۔میڈم چیئر پرسن آپکو یاد ہے کہ اس ایوان میں

قرارداد پاس ہوئی اس سے پہلے سینٹ آف پاکستان میں ہمارے سینٹرز نے عثمان خان کاکڑ اور دیگر نے وہاں سوال کیا تھا کہ وفاقی محکموں وفاقی کارپوریشنز میں ہمارے صوبے کے کتنے لوگ ہیں انہوں نے بتایا کہ ہزاروں کی تعداد میں ہیں تو سب حیران رہ گئے کہ یہاں تو کوئی ہمارے وفاقی محکموں میں کسٹم میں ایف آئی اے میں پی آئی اے میں مختلف سفارت خانوں میں مختلف ڈیپارٹمنٹس میں تو ہمارے چند لوگ بھی نہیں ہیں کہاں ہیں یہ لوگ تو پتہ یہ چلا کہ جعلی ڈومیسائل بنائے گئے ہیں پھر سینٹ نے کمیٹی بنائی یہاں آئی اس حکومت نے کمیٹی بنائی ڈپٹی کمشنرز کو چھٹیاں لکھی گئیں کہ آپ رپورٹس لائیں آج تقریباً آٹھ سے نو ماہ تک گزر گئے کوئی یہاں نہ رپورٹ آئی ایک مستونگ کے ڈی سی صاحب نے اور کوئٹہ میں کچھ ڈومیسائل کینسل کئے تھے مگر overall اس پر کوئی کام نہیں ہوا عموماً یہ ہے کہ اگر میں غلط ہوں جو رپورٹ میرے سامنے ہے تیس ہزار لوگ ہمارے وفاقی حکومت کے مختلف ڈیپارٹمنٹس میں وہاں جعلی ڈومیسائل پر وہ نوکریاں کر رہے ہیں اگر یہ تیس ہزار ہمارے لوگ ہوتے وفاقی کسٹم میں ایف آئی اے میں پی آئی اے میں اور دوسرے ڈیپارٹمنٹس میں لیکن یہ نہیں ہوا میں آپ کو ایک مثال دوں گا لورالائی ڈسٹرکٹ میں وہاں ڈی سی صاحب تعاون نہیں کر رہے تھے باقی بھی نہیں کر رہے ہیں لورالائی ڈسٹرکٹ میں جو جعلی ڈومیسائل کی جو لسٹیں تھیں ان میں کوئی 66 ملازمین وہ آ گئے پیش ہو گئے جن کے ڈومیسائل جعلی تھے اور پھر 100 ایسے ملازمین تھے لورلائی میں جو ان کی سرٹیفیکیٹس ڈومیسائل جعلی تھے لیکن وہ کمیٹی کے سامنے پیش نہیں ہوئے ایک سو چھیاسٹھ (166) صرف لورلائی میں جعلی ڈومیسائل کے لوگ وہاں بھرتی ہوئے جو میرے خیال سے دس فیصد ہیں اور بھی ہیں اسکے علاوہ میڈم چیئرپرسن صاحبہ میں ایک نام سے ایک چھٹی لکھی گئی تھی حاجی پیر محمد کاکڑ ہیں ولد گل محمد کاکڑ سکنہ لورالائی انہوں نے ڈی سی صاحب کو لکھا تھا کہ ایک شخص ہے ظفر اللہ ولد نور محمد قوم لغاری اس نے ایک جعلی بندے کے ڈومیسائل نمبر 1409 تاریخ 17-10-1987 کو ان کا نام کاٹ کر کے اپنا نام ڈالا اور خود بھرتی ہو گیا اپنی بچیوں کو بھرتی کیا تو اس قسم کے واقعات ہیں ۔ تو مجھے بتایا جائے منسٹر صاحبان بڑے یہاں بیٹھے ہوئے ہیں اِس وقت بھی کہ اِس معاملے پر حکومت نے کیا کِیا ہے۔ کتنے DCs نے لسٹیں لائیں، کتنی جعلی ڈومیسائل سرٹفیکٹ جعلی ہیں اُس میں کتنے cancel ہو گئے کتنے کو نوکریوں سے فارغ کر دیا، مجھے توجہ دلاؤ نوٹس کا یہ جواب آنا چاہیے مٹھا خان صاحب، اِس میں تو آپ خاموش ہیں آپ کو پتہ ہی نہیں ہے باقی کسی کو پتہ ہی نہیں ہے جو اصل issue ہے جو لوگ ہمارے جعلی ڈومیسائل پر بھرتی ہوئے اُن کا مسئلہ ہے مجھے کون وزیر صاحب یہ بتائیں گے کہ کیا progress ہوئی ہے چیف سیکرٹری نے کتنی progress دی ہے DC صاحبان نے کتنی progress دی ہے، مجھے تفصیل دی جائے۔ Thank

you Madam Chairperson.

وزیر برائے محکمہ داخلہ وقبائلی امورو پی ڈی ایم اے: بسم اللہ الرَّحمٰن الرَّحیم۔ میڈم چیئر پرسن! جس طرح آپ کو پتہ ہے کہ موجودہ وزیر اعلیٰ اور موجودہ حکومت نے اِس سلسلے میں سب سے پہلے step لیا تھا اور وزیر اعلیٰ نے ذاتی طور پر اِس میں دلچسپی لی تھی ہم نے سب DCs کو با قاعدہ written میں بھیجا تھا کہ جعلی ڈومیسائل کا جو مسئلہ ہے اِس کو حل کریں تا کہ اِس میں بلوچستان کی تمام پارٹیوں کے senators اسلام آباد میں اکھٹے تھے اِس issue پر اور یہاں پر بھی جتنے ہم بیٹھے ہیں ہمارے دوستوں کا کام تو صرف تنقید کرنا ہے تعمیری بات تو کم ہی کرتے ہیں لیکن سارے جو بھی بیٹھے ہوئے ہیں سب دوستوں کا سارے ایوان کا اِس میں اتفاق ہوگا کہ جو جعلی ڈومیسائل ہیں اُن کے خلاف کاروائی ہونی چاہیے اور بلوچستان کے نوجوانوں کے ساتھ اور بلوچستان کے لوگوں کے ساتھ اِس سلسلے میں جو زیادتی ہے اُس کا ازالہ کیا جائے۔ تو تمام ڈپٹی کمشنرز کو سنجیدگی سے اِس کے بارے میں چیف سیکرٹری صاحب کو بولا گیا تھا۔ کمشنرز کو، ابھی اُس کا exact ڈیٹا تو میرے پاس نہیں ہے کہ مَیں آپ کو بتاؤں کہ کس DC نے کتنے لائے ہیں، اِس کو آپ اِسی next اُس کے لیے کرلیں تا کہ اِس ایوان کا اِس کا جواب ملنا چاہیے۔ شکریہ۔

میڈم چیئر پرسن: جی، کیونکہ وزیر اعلیٰ صاحب بھی یہاں پر نہیں ہیں، کیونکہ اُنھی کے انڈر یہ ڈیپارٹمنٹ ہے اور پارلیمانی سیکرٹری بھی نہیں ہے تو لہٰذا کیونکہ یہ صرف اپوزیشن یا گورنمنٹ نہیں ہے یہ تمام بلوچستان کے بچوں کا مستقبل ہے اِس سے، روزگار بھی منسلک ہے، تعلیم بھی ہے تو لہٰذا مَیں رولنگ دیتی ہوں سیکرٹری S&GAD کو کہ اِس کی تفصیلات اسمبلی کو پیش کریں۔ جلد سے جلد۔

میڈم چیئر پرسن: سیکرٹری اسمبلی رخصت کی درخواستیں پڑھیں۔

جناب طاہر شاہ کاکڑ (سیکرٹری اسمبلی): سردار عبدالرحمٰن کھیتران صاحب کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر رہیں گے۔

میڈم چیئر پرسن: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: سردار یار محمد رند صاحب کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج اور 03 جون کی نشستوں میں شرکت کرنے سے قاصر رہیں گے۔

میڈم چیئر پرسن: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: سردار سرفراز چاکر ڈومکی صاحب بیروں ملک جانے کی بنا آج کی نشست میں شرکت

کرنے سے قاصر رہیں گے۔

میڈم چیئر پرسن: آیارخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: سردار مسعود خان لونی صاحب کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر رہیں گے۔

میڈم چیئر پرسن: آیارخصت منظور کی جائے؟۔رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: نوابزادہ طارق مگسی صاحب ناسازی طبیعت کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر رہیں گے۔

میڈم چیئر پرسن: آیارخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: انجینئر زمرک خان اچکزئی صاحب کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر رہیں گے۔

میڈم چیئر پرسن: آیارخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: جناب عبدالرشید صاحب کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر رہیں گے۔

میڈم چیئر پرسن: آیارخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: جناب ٹائٹس جانسن صاحب نجی مصروفیت کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

میڈم چیئر پرسن: آیارخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: محترمہ ماہ جبین شیران صاحبہ کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر رہیں گی۔

میڈم چیئر پرسن: آیارخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: محترمہ بانو خلیل صاحبہ نے نجی مصروفیات کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

میڈم چیئر پرسن: آیارخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: محترمہ زینت شاہوانی صاحبہ کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے

قاصر رہیں گی۔

میڈم چیئر پرسن: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: **رخصت کی درخواستیں ختم۔**

میڈم چیئر پرسن: **سرکاری کاروائی برائے قانون سازی۔**

مجلس قائمہ کی رپورٹس کا پیش اور منظور کیا جانا۔

میڈم چیئر پرسن: **مجلس قائمہ برمحکمہ محنت وافرادی قوت کی رپورٹ بر بلوچستان دُکانوں اوراسٹیبلشمنٹ کا مسودہ قانون مصدرہ 2021ء (مسودہ قانون نمبر 13 مصدرہ 2021) کا ایوان میں پیش کیا جانا۔**

میڈم چیئر پرسن: چیئرمین مجلس قائمہ، برمحکمہ محنت وافرادی قوت! بلوچستان دُکانوں اوراسٹیبلشمنٹ کا مسودہ قانون مصدرہ 2021ء (مسودہ قانون نمبر 13 مصدرہ 2021ء) کی بابت تحریک پیش کریں۔

جناب مکھی شام لال: میں مُکھی شام لال، چیئرمین مجلس قائمہ، برمحکمہ محنت وافرادی قوت کی جانب سے تحریک پیش کرتا ہوں بلوچستان دُکانوں اوراسٹیبلشمنٹ کا مسودہ قانون مصدرہ 2021ء (مسودہ قانون نمبر 13 مصدرہ 2021) کی بابت مجلس کی رپورٹ کو ایوان میں پیش کرنے کی مدت میں آج مورخہ 31 مئی 2021ء تک توسیع دینے کی منظوری دی جائے۔

میڈم چیئر پرسن: تحریک پیش ہوئی۔آیا رپورٹ بر بلوچستان دُکانوں اوراسٹیبلشمنٹ کا مسودہ قانون مصدرہ 2021ء (مسودہ قانون نمبر 13 مصدرہ 2021ء) کو ایوان میں پیش کرنے کی مدت میں آج مورخہ 31 مئی 2021ء تک توسیع دینے کی منظوری دی جائے؟۔ہاں یا ناں؟

میڈم چیئر پرسن: تحریک منظور ہوئی۔ لہٰذا رپورٹ بر بلوچستان دُکانوں اوراسٹیبلشمنٹ کا مسودہ قانون مصدرہ 2021ء (مسودہ قانون نمبر 13 مصدرہ 2021ء) مجلس کی رپورٹ کو ایوان میں پیش کرنے کی مدت میں آج مورخہ 31 مئی 2021ء تک توسیع دینے کی منظوری دی جاتی ہے۔

میڈم چیئر پرسن: چیئرمین مجلس قائمہ برمحکمہ محنت وافرادی قوت، تحریک پیش کرینگے کہ بلوچستان دُکانوں اور اسٹیبلشمنٹ کا مسودہ قانون مصدرہ 2021ء (مسودہ قانون نمبر 13 مصدرہ 2021) کی بابت مجلس کی رپورٹ ایوان میں پیش کریں۔

جناب مکھی شام لال: میں مُکھی شام لال چیئرمین مجلس قائمہ، برمحکمہ محنت وافرادی قوت کی جانب سے تحریک پیش کرتا ہوں کہ بلوچستان دُکانوں اوراسٹیبلشمنٹ کا مسودہ قانون مصدرہ 2021ء (مسودہ قانون نمبر 13

مصدرہ2021ء) کی بابت مجلس کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

میڈم چیئرپرسن: مجلس قائمہ، برمحکمہ محنت وافرادی قوت کی رپورٹ بابت بلوچستان دُکانوں اوراسٹیبلشمنٹ کا مسودہ قانون مصدرہ2021ء(مسودہ قانون نمبر13 مصدرہ2021)ایوان میں پیش ہوئی۔

میڈم چیئرپرسن: وزیر برائے محکمہ محنت وافرادی قوت! بلوچستان دُکانوں اوراسٹیبلشمنٹ کا مسودہ قانون مصدرہ2021ء(مسودہ قانون نمبر13 مصدرہ2021ء) کی بابت تحریک پیش کریں۔

جناب محمد خان لہڑی(وزیر محکمہ محنت وافرادی قوت): مَیں محمد خان لہڑی، وزیر برائے محکمہ محنت وافرادی قوت کی جانب سے تحریک پیش کرتا ہوں کہ بلوچستان دُکانوں اوراسٹیبلشمنٹ کا مسودہ قانون مصدرہ2021ء (مسودہ قانون نمبر13 مصدرہ2021ء) کومجالس کی سفارشات کے بموجب فی الفور زیرغورلایا جائے۔

میڈم چیئرپرسن: تحریک پیش ہوئی۔آیابلوچستان دُکانوں اوراسٹیبلشمنٹ کا مسودہ قانون مصدرہ 2021ء(مسودہ قانون نمبر13 مصدرہ2021) کومجالس کی سفارشات کے بموجب فی الفور زیرغور لایا جائے؟۔ہاں یاناں؟

میڈم چیئرپرسن: ۔تحریک منظور ہوئی۔ بلوچستان دُکانوں اوراسٹیبلشمنٹ کا مسودہ قانون مصدرہ2021ء (مسودہ قانون نمبر13 مصدرہ2021) کومجالس کی سفارشات کے بموجب فی الفورزیرغورلایا جاتا ہے۔

میڈم چیئرپرسن: وزیر برائے محکمہ محنت وافرادی قوت! بلوچستان دُکانوں اوراسٹیبلشمنٹ کا مسودہ قانون مصدرہ2021ء(مسودہ قانون نمبر13 مصدرہ2021ء) کی بابت اگلی تحریک پیش کریں۔

وزیر محکمہ محنت وافرادی قوت: مَیں محمد خان لہڑی وزیر برائے محکمہ محنت وافرادی قوت کی جانب سے تحریک پیش کرتا ہوں کہ بلوچستان دُکانوں اوراسٹیبلشمنٹ کا مسودہ قانون مصدرہ2021ء (مسودہ قانون نمبر13 مصدرہ2021) کومجلس کی سفارشات کے بموجب منظورکیا جائے۔

میڈم چیئرپرسن: تحریک پیش ہوئی۔آیابلوچستان دُکانوں اوراسٹبلشمنٹ کا مسودہ قانون مصدرہ2021ء (مسودہ قانون نمبر13 مصدرہ2021) کومجلس کی سفارشات کے بموجب منظورکیا جائے؟ہاں یاناں؟

میڈم چیئرپرسن: تحریک منظور ہوئی۔ بلوچستان دُکانوں اور اسٹیبلشمنٹ کا مسودہ قانون مصدرہ2021ء(مسودہ قانون نمبر13 مصدرہ2021ء) کومجلس کی سفارشات کے بموجب منظورکیا جاتا ہے

میڈم چیئرپرسن: مجلس قائمہ برمحکمہ محنت وافرادی قوت کی رپورٹ بر بلوچستان انڈسٹریل اینڈ کمرشل ایمپلائمنٹ کا مسودہ قانون مصدرہ2021ء(مسودہ قانون نمبر14 مصدرہ2021) کاایوان میں پیش کیاجانا۔

میڈم چیئر پرسن: چیئر مین مجلس قائمہ برمحکمہ محنت وافرادی قوت، کی رپورٹ بر بلوچستان انڈسٹریل اینڈ کمرشل ایمپلائمنٹ کا مسودہ قانون مصدرہ2021ء(مسودہ قانون نمبر14 مصدرہ2021) کی بابت تحریک پیش کریں۔

جناب مکھی شام لال: مَیں مکھی شام لال چیئر مین مجلس قائمہ، برمحکمہ محنت وافرادی قوت کی جانب سے تحریک پیش کرتا ہوں کہ مجلس کی رپورٹ بر بلوچستان انڈسٹریل اینڈ کمرشل ایمپلائمنٹ کا مسودہ قانون مصدرہ 2021ء (مسودہ قانون نمبر 14 مصدرہ 2021ء) کو ایوان میں پیش کرنے کی مدت میں آج مورخہ 31 مئی 2021ء تک توسیع دینے کی منظوری دی جائے۔

میڈم چیئر پرسن: تحریک پیش ہوئی۔ آیا رپورٹ بلوچستان انڈسٹریل اینڈ کمرشل ایمپلائمنٹ کا مسودہ قانون مصدرہ2021ء(مسودہ قانون نمبر14 مصدرہ2021) ایوان میں پیش کرنے کی مدت میں آج مورخہ 31 مئی 2021ء تک توسیع دینے کی منظوری دی جائے؟۔ہاں یا ناں؟۔

میڈم چیئر پرسن: تحریک منظور ہوئی۔ رپورٹ بر بلوچستان انڈسٹریل اینڈ کمرشل ایمپلائمنٹ کا مسودہ قانون مصدرہ2021ء(مسودہ قانون نمبر14 مصدرہ2021ء) کو ایوان میں پیش کرنے کی مدت میں آج مورخہ 31 مئی 2021 تک توسیع دینے کی منظوری دی جاتی ہے۔

میڈم چیئر پرسن: چیئر مین مجلس قائمہ برمحکمہ محنت وافرادی قوت! رپورٹ بر بلوچستان انڈسٹریل اینڈ کمرشل ایمپلائمنٹ کا مسودہ قانون مصدرہ2021ء(مسودہ قانون نمبر 14 مصدرہ2021ء) کی بابت مجلس کی رپورٹ ایوان میں پیش کریں۔

جناب مکھی شام لال: مَیں مکھی شام لال چیئر مین مجلس قائمہ، برمحکمہ محنت وافرادی قوت کی جانب سے تحریک پیش کرتا ہوں کہ مجلس کی رپورٹ بر بلوچستان انڈسٹریل اینڈ کمرشل ایمپلائمنٹ کا مسودہ قانون مصدرہ 2021ء (مسودہ قانون نمبر14 مصدرہ2021) کی بابت مجلس کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

میڈم چیئر پرسن: رپورٹ بر بلوچستان انڈسٹریل اینڈ کمرشل ایمپلائمنٹ کا مسودہ قانون مصدرہ2021ء (مسودہ قانون نمبر14 مصدرہ2021ء) ایوان میں پیش ہوا۔

میڈم چیئر پرسن: وزیر برائے محکمہ محنت وافرادی قوت! بلوچستان انڈسٹریل اینڈ کمرشل ایمپلائمنٹ کا مسودہ قانون مصدرہ2021ء(مسودہ قانون نمبر14 مصدرہ2021ء) کی بابت تحریک پیش کریں۔

وزیر محکمہ محنت وافرادی قوت: مَیں محمد خان لہڑی، وزیر برائے محکمہ محنت وافرادی قوت کی جانب سے

تحریک پیش کرتا ہوں کہ بلوچستان انڈسٹریل اینڈ کمرشل ایمپلائمنٹ کا مسودہ قانون مصدرہ2021ء(مسودہ قانون نمبر14 مصدرہ2021) کومجالس کی سفارشات کے بموجب فی الفور زیرغور لایا جائے۔

میڈم چیئرپرسن: تحریک پیش ہوئی۔آیا بلوچستان انڈسٹریل اینڈ کمرشل ایمپلائمنٹ کا مسودہ قانون مصدرہ2021ء(مسودہ قانون نمبر14 مصدرہ2021ء) کومجلس کے سفارشات کے بموجب فی الفور زیرغور لایا جائے؟۔ہاں یاناں؟۔

میڈم چیئرپرسن: تحریک منظور ہوئی۔بلوچستان انڈسٹریل اینڈ کمرشل ایمپلائمنٹ کا مسودہ قانون مصدرہ2021ء (مسودہ قانون نمبر14 مصدرہ2021ء) کومجلس کے سفارشات بموجب فی الفور زیرغور لایا جاتا ہے۔

میڈم چیئرپرسن: وزیر برائے محکمہ محنت وافرادی قوت!بلوچستان انڈسٹریل اینڈ کمرشل ایمپلائمنٹ کا مسودہ قانون مصدرہ2021ء(مسودہ قانون نمبر14 مصدرہ2021) کی بابت اگلی تحریک پیش کریں۔

وزیر محکمہ،محنت وافرادی قوت: مَیں محمد خان لہڑی وزیر برائے محکمہ،محنت وافرادی قوت تحریک پیش کرتا ہوں کہ بلوچستان انڈسٹریل اینڈ کمرشل ایمپلائمنٹ کا مسودہ قانون مصدرہ2021ء(مسودہ قانون نمبر14 مصدرہ2021ء) کومجالس کی سفارشات کے بموجب منظور کیا جائے۔

میڈم چیئرپرسن: تحریک پیش ہوئی۔آیا بلوچستان انڈسٹریل اینڈ کمرشل ایمپلائمنٹ کا مسودہ قانون مصدرہ2021 ء (مسودہ قانون نمبر14 مصدرہ2021) کومجلس کے سفارشات کے بموجب منظور کیا جائے؟ہاں یاناں؟

میڈم چیئرپرسن: تحریک منظور ہوئی۔بلوچستان انڈسٹریل اینڈ کمرشل ایمپلائمنٹ کا مسودہ قانون مصدرہ 2021ء(مسودہ قانون نمبر14 مصدرہ2021) کومجلس کے سفارشات کے بموجب منظور کیا جاتا ہے۔

میڈم چیئرپرسن: **مجلس قائمہ برمحکمہ محنت وافرادی قوت! بلوچستان فیکٹریوں سے متعلق اپنا مسودہ قانون مصدرہ2021ء (مسودہ قانون نمبر15 مصدرہ2021) کی رپورٹ کاایوان میں پیش کیا جانا۔**

میڈم چیئرپرسن: چیئرمین مجلس قائمہ برمحکمہ،محنت وافرادی قوت کی رپورٹ بر بلوچستان فیکٹریوں سے متعلق مسودہ قانون مصدرہ2021ء (مسودہ قانون نمبر15 مصدرہ2021ء)پیش کرنے کی بابت تحریک پیش کریں۔

جنابمکھی شام لال: مَیں مکھی شام لال چیئرمین مجلس قائمہ، برمحکمہ محنت وافرادی قوت کی جانب سے تحریک پیش کرتا ہوں کہ مجلس کی رپورٹ بر بلوچستان فیکٹریوں سے متعلق مسودہ قانون مصدرہ2021ء (مسودہ

قانون نمبر15 مصدرہ2021ء) کوایوان میں پیش کرنے کی مدت میں آج مورخہ 31 مئی 2021ءتک توسیع دینے کی منظوری دی جائے۔

میڈم چیئرپرسن: تحریک پیش ہوئی۔آیامجلس قائمہ برمحکمہ محنت وافرادی قوت کی رپورٹ بر بلوچستان فیکٹریوں سے متعلق مسودہ قانون مصدرہ2021ء(مسودہ قانون نمبر15 مصدرہ2021ء) کوایوان میں پیش کرنے کی مدت میں آج مورخہ 31 مئی2021ءتک توسیع دینے کی منظوری دی جائے؟۔ہاں یاناں؟۔

میڈم چیئرپرسن: تحریک منظور ہوئی۔ رپورٹ بر بلوچستان فیکٹریوں سے متعلق مسودہ قانون مصدرہ 2021ء(مسودہ قانون نمبر15 مصدرہ2021ء) کوایوان میں پیش کرنے کی مدت میں آج مورخہ 31 مئی 2021ءتک توسیع دینے کی منظوری دی جاتی ہے۔

میڈم چیئرپرسن: چیئرمین مجلس قائمہ برمحکمہ محنت وافرادی قوت! بلوچستان فیکٹریوں سے متعلق کا مسودہ قانون مصدرہ2021ء(مسودہ قانون نمبر15 مصدرہ2021ء) کی بابت مجلس کی رپورٹ ایوان میں پیش کریں۔

جناب مکھی شام لال: مَیں مکھی شام لال چیئرمین مجلس قائمہ، برمحکمہ محنت وافرادی قوت کی جانب سے بلوچستان فیکٹریوں کے متعلق مسودہ قانون مصدرہ2021ء(مسودہ قانون نمبر15 مصدرہ2021ء) کی بابت مجلس کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

میڈم چیئرپرسن: بلوچستان فیکٹریوں سے متعلق کا مسودہ قانون مصدرہ2021ء(مسودہ قانون نمبر15 مصدرہ2021ء) کی بابت مجلس کی رپورٹ ایوان میں پیش ہوئی۔

میڈم چیئرپرسن: وزیر برائے محکمہ محنت وافرادی قوت بلوچستان فیکٹریوں سے متعلق کا مسودہ قانون مصدرہ 2021ء(مسودہ قانون نمبر15 مصدرہ2021ء) کی بابت تحریک پیش کریں۔

وزیرمحکمہ محنت وافرادی قوت: مَیں محمد خان لہڑی وزیر برائے محکمہ،محنت وافرادی قوت تحریک پیش کرتا ہوں کہ بلوچستان فیکٹریوں سے متعلق کا مسودہ قانون مصدرہ2021ء(مسودہ قانون نمبر15 مصدرہ2021ء) کو مجالس کی سفارشات کے بموجب فی الفورزیرغورلایا جائے۔

میڈم چیئرپرسن: تحریک پیش ہوئی۔آیابلوچستان فیکٹریوں سے متعلق مسودہ قانون مصدرہ2021ء (مسودہ قانون نمبر15 مصدرہ2021) کومجلس کوسفارشات کے بموجب فی الفورزیرغورلایا جائے؟

ہاں یاناں؟

میڈم چیئر پرسن: تحریک منظور ہوئی۔ بلوچستان فیکٹریوں سے متعلق کا مسودہ قانون مصدرہ 2021ء (مسودہ قانون نمبر 15 مصدرہ 2021ء) کو مجلس کو سفارشات کے بموجب فی الفور زیر غور لایا جاتا ہے۔

میڈم چیئر پرسن: وزیر برائے محکمہ محنت وافرادی قوت! بلوچستان فیکٹریوں سے متعلق کا مسودہ قانون مصدرہ 2021ء (مسودہ قانون نمبر 15 مصدرہ 2021ء) کی بابت اگلی تحریک پیش کریں۔

وزیر محکمہ محنت وافرادی قوت: مَیں محمد خان لہڑی وزیر برائے محکمہ، محنت وافرادی قوت تحریک پیش کرتا ہوں کہ بلوچستان فیکٹریوں سے متعلق کا مسودہ قانون مصدرہ 2021ء (مسودہ قانون نمبر 15 مصدرہ 2021ء) کی مجالس کی سفارشات کے بموجب منظور کیا جائے۔

میڈم چیئر پرسن: تحریک پیش ہوئی۔ آیا بلوچستان فیکٹریوں سے متعلق کا مسودہ قانون مصدرہ 2021ء (مسودہ قانون نمبر 15 مصدرہ 2021ء) کو مجلس کو سفارشات کے بموجب منظور کیا جائے؟ ہاں یا ناں؟

میڈم چیئر پرسن: تحریک منظور ہوئی۔ بلوچستان فیکٹریوں سے متعلق کا مسودہ قانون مصدرہ 2021ء (مسودہ قانون نمبر 15 مصدرہ 2021ء) کو مجلس کو سفارشات کے بموجب منظور کیا جاتا ہے۔

میڈم چیئر پرسن: **مجلس قائمہ برمحکمہ صحت عامہ وبہبود آبادی کی رپورٹ بر بلوچستان مغربی پاکستان vaccination 1958 میں ترمیم کا مسودہ قانون مصدرہ 2021ء (مسودہ قانون نمبر 16 مصدرہ 2021ء) کی بابت مجلس کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا۔**

میڈم چیئر پرسن: چیئر پرسن مجلس قائمہ برمحکمہ صحت عامہ وبہبود آبادی! رپورٹ بر بلوچستان مغربی پاکستان vaccination 1958 میں ترمیم کا مسودہ قانون مصدرہ 2021ء (مسودہ قانون نمبر 16 مصدرہ 2021ء) کی بابت تحریک پیش کریں۔

محترمہ زبیدہ خیر خواہ: مَیں زبیدہ خیر خواہ، قائم مقام چیئر پرسن مجلس قائمہ برمحکمہ صحت عامہ وبہبود آبادی تحریک پیش کرتی ہوں کہ مجلس کی رپورٹ بر بلوچستان مغربی پاکستان vaccination 1958 میں ترمیم کا مسودہ قانون مصدرہ 2021ء (مسودہ قانون نمبر 16 مصدرہ 2021ء) کو ایوان میں پیش کرنے کی مدت میں آج مورخہ 31 مئی 2021 تک توسیع دینے کی منظوری دی جائے۔

میڈم چیئر پرسن: تحریک پیش ہوئی۔ آیا رپورٹ بر بلوچستان مغربی پاکستان vaccination 1958 میں ترمیم کا مسودہ قانون مصدرہ 2021ء (مسودہ قانون نمبر 16 مصدرہ 2021ء) کو ایوان میں پیش کرنے کی مدت میں آج مورخہ 31 مئی 2021 تک توسیع دینے کی منظوری دی جائے؟۔ ہاں یا ناں؟۔

میڈم چیئر پرسن: تحریک منظور ہوئی۔ رپورٹ بر بلوچستان مغربی پاکستان 1958 vaccination میں ترمیم کا مسودہ قانون مصدرہ 2021ء (مسودہ قانون نمبر 16 مصدرہ 2021ء) کو ایوان میں پیش کرنے کی مدت میں آج مورخہ 31 مئی 2021ء تک توسیع دینے کی منظوری دی جاتی ہے۔

میڈم چیئر پرسن: چیئر پرسن مجلس قائمہ بر محکمہ صحت عامہ و بہبود آبادی! رپورٹ بر بلوچستان مغربی پاکستان 1958 vaccination میں ترمیم کا مسودہ قانون مصدرہ 2021ء (مسودہ قانون نمبر 16 مصدرہ 2021ء) کی بابت مجلس کی رپورٹ ایوان میں پیش کریں۔

محترمہ زبیدہ خیر خواہ: مَیں زبیدہ خیر خواہ، قائم مقام چیئر پرسن مجلس قائمہ بر محکمہ صحت عامہ و بہبود آبادی بلوچستان مغربی پاکستان 1958 vaccination میں ترمیم کا مسودہ قانون مصدرہ 2021ء (مسودہ قانون نمبر 16 مصدرہ 2021ء) کی بابت مجلس کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتی ہوں۔

میڈم چیئر پرسن: رپورٹ بر بلوچستان مغربی پاکستان 1958 vaccination میں ترمیم کا مسودہ قانون مصدرہ 2021ء (مسودہ قانون نمبر 16 مصدرہ 2021ء) ایوان میں پیش ہوئی۔

میڈم چیئر پرسن: وزیر برائے محکمہ صحت! بلوچستان مغربی پاکستان 1958 vaccination میں ترمیم کا مسودہ قانون مصدرہ 2021 (مسودہ قانون نمبر 16 مصدرہ 2021) کی بابت تحریک پیش کریں۔

ڈاکٹر ربابہ خان بلیدی (پارلیمانی سیکرٹری محکمہ صحت): مَیں ڈاکٹر ربابہ بلیدی، پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ صحت، وزیر برائے محکمہ صحت کی جانب سے تحریک پیش کرتی ہوں کہ بلوچستان مغربی پاکستان 1958 vaccination میں ترمیم کا مسودہ قانون مصدرہ 2021ء (مسودہ قانون نمبر 16 مصدرہ 2021ء) کو مجلس کی سفارشات کے بموجب فی الفور زیر غور لایا جائے۔

میڈم چیئر پرسن: تحریک پیش ہوئی۔ آیا بلوچستان مغربی پاکستان 1958 vaccination میں ترمیم کا مسودہ قانون مصدرہ 2021ء (مسودہ قانون نمبر 16 مصدرہ 2021) کو مجلس کی سفارشات کے بموجب فی الفور زیر غور لایا جائے؟ ہاں یا ناں؟

میڈم چیئر پرسن: تحریک منظور ہوئی۔ بلوچستان مغربی پاکستان 1958 vaccination میں ترمیم کا مسودہ قانون مصدرہ 2021ء (مسودہ قانون نمبر 16 مصدرہ 2021ء) کو مجلس کی سفارشات کے بموجب فی الفور زیر غور لایا جاتا ہے۔

میڈم چیئر پرسن: وزیر برائے محکمہ صحت! بلوچستان مغربی پاکستان 1958 vaccination میں ترمیم

کا مسودہ قانون مصدرہ2021ء (مسودہ قانون نمبر16 مصدرہ2021ء) کی بابت اگلی تحریک پیش کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری محکمہ صحت: میں ڈاکٹر ربابہ بلیدی، پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ صحت، وزیر برائے محکمہ صحت کی جانب سے تحریک پیش کرتی ہوں کہ بلوچستان مغربی پاکستان vaccination 1958 میں ترمیم کا مسودہ قانون مصدرہ2021ء(مسودہ قانون نمبر16 مصدرہ2021ء) کومجلس کی سفارشات کے بموجب منظور کیا جائے۔

میڈم چیئر پرسن: تحریک پیش ہوئی۔آیا بلوچستان مغربی پاکستان vaccination 1958 میں ترمیم کا مسودہ قانون مصدرہ2021ء(مسودہ قانون نمبر16 مصدرہ2021ء) کومجلس کی سفارشات کے بموجب منظور کیا جائے؟ہاں یا ناں؟

میڈم چیئر پرسن: تحریک منظور ہوئی۔بلوچستان مغربی پاکستان vaccination 1958 میں ترمیم کا مسودہ قانون مصدرہ2021ء(مسودہ قانون نمبر16 مصدرہ2021ء) کومجلس کی سفارشات کے بموجب منظور کیا جاتا ہے۔

میڈم چیئر پرسن: اب اسمبلی کا اجلاس بروز جمعرات مورخہ 3 جون2021ء بوقت4:00 بجے شام تک ملتوی کیا جاتا ہے۔

(اسمبلی کا اجلاس رات 08 بجکر 45 منٹ پر اختتام پزیر ہوا)

☆☆☆